سنی کانفرنس نمبر

قیمت ۲ روپے

- بنارس کانفرنس کا آنکھوں دیکھا حال
- اجمیر سے ٹوبہ تک
- سنی کانفرنس کی مختصر لیکن جامع داستان
- اہم انکشافات [illegible] کی زبانی
- نہرو اور لیگ دونوں پر کیا ہوا ہے ؟
- شبیر احمد عثمانی اب مسلم لیگ میں آگئے ؟

[illegible] کے داعی

علامہ احمد سعید کاظمی

ماہنامہ

فیضان

فیصل آباد

جلد ۱۵ — ماہ اکتوبر
شمارہ ۳ — ۱۹۷۸ء

- ایڈیٹر : قاری عطاء اللہ
- ڈپٹی ایڈیٹرز : خالد حبیب الٰہی، میاں زبیر احمد، وارث الجیلانی
- سرکولیشن منیجر : ایم اے رضا
- قیمت فی شمارہ : ۴ روپے
- سالانہ : ۳۰ روپے

جھلک

- علامہ احمد سعید کاظمی سے انٹرویو۔
- بابا مولانا محمد گل خان سے ایک ملاقات۔
- انٹرویو مفتی عبدالقیوم ہزاروی۔
- نئی نسل کو خانقاہوں سے دور کر رہے ہیں شمیری۔ ایک اور پاک سنی کانفرنس۔
- اجمیر سے ملتان تک : سنی کانفرنس کی منزل۔ ابتدائی داستان۔
- ریڈیو اور ٹی وی پر کیا ہو رہا ہے۔
- پیر صاحب پگارو مسلم لیگ میں کب شامل ہوئے۔
- تبصرہ۔

سنی کانفرنس ——— روشنی کی کرن

ملت اسلامیہ پر جب بھی کوئی نازک وقت آیا سنی علماء و مشائخ نے پاسبانی ملت کا فریضہ بخیر و خوبی انجام دیا، اور حق کا پرچم سربلند رکھنے کی خاطر کسی قربانی سے دریغ نہیں کیا۔ سواد اعظم کو یہ فخر حاصل ہے کہ اس کے اکابرین کا ماضی بھی درخشندہ ہے اور حال بھی تابندہ۔ وہ ہمیشہ ملت کے ماتھے کا جھومر بنے، کلنک کا ٹیکہ کبھی نہیں بنے۔ نہ تو انگریز کی مراعات سے ان کی آنکھیں خیرہ ہوئیں اور نہ ہی وہ ہندو کے مکر و فریب کا شکار ہوئے۔ پاکستان بننے کے بعد نہ تو وہ کبھی حکومت میں شامل ہو کر لوٹ کھسوٹ میں حصہ دار بنے اور نہ ہی انہوں نے ایک غیر محب وطن اپوزیشن کا رول ادا کیا۔ جب برصغیر میں پہلے شخص نے کلمہ پڑھا تھا، اس وقت سے لے کر آج تک کوئی تحریک اور کوئی موڑ ایسا نہیں، جہاں علماء و مشائخ اہلسنت نے سرکار دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا عملی ثبوت فراہم نہ کیا ہو۔ یہ غلامان مصطفٰے کی تاریخ ہے، یہ روشنی کا سفر ہے......!

آج پھر ہم ایک ایسے موڑ پر آ پہنچے ہیں جہاں ہمیں منزل کا سراغ نہیں مل رہا۔ کل تک جو لوگ نظام مصطفٰے کے علمبردار بنے رہے تھے، وہ آج مسند نشین ہو کر مطمئن ہو گئے ہیں، جیسے منزل مل گئی ہو، جیسے مقصد پورا ہو گیا۔ مایوسیوں کے دائرے پھیلتے جا رہے ہیں...... آخر کب تک زبان بند رکھیں، کب تک دل کے پھپھولے نہ دکھائیں، کب تک وعدے یاد نہ دلائیں اور کب تک نہ کہیں کہ چند قدم؟ وہ گھر جلا تھا، وہ خون بہا تھا اور وہ دوپٹہ اترا تھا......! یہ امتحان کا وقت ہے اور یہ فیصلے کی گھڑی ہے۔ ایک طرف کمیونزم ملک کے دروازے پر دستک دے رہا ہے۔ ہمسایہ مسلم ممالک سلگ رہے ہیں۔ تو دوسری طرف کانگرس کا ورثہ، ماضی قریب کے بعد پاکستان کے ازلی دشمن بھارت سے محبت کی پینگیں بڑھا رہے ہیں۔ کبھی گندم حاصل کرنے کے بہانے اور کبھی کرکٹ میچ کے بہانے بھائی "محبت" کا نعرہ بلند ہو رہا ہے۔ اور خدا جانے یہ "میل جول" کیا رنگ لائے گا! اس موڑ پر ایک دفعہ پھر روشنی کی کرن ابھری ہے، جو منزل کا پتہ دے رہی ہے۔ ملتان کی "کل پاکستان سنی کانفرنس" میں ایک دفعہ پھر علماء و مشائخ اہل سنت ملت کی درست سمت میں راہنمائی کے لئے جمع ہو رہے ہیں۔ اس تاریخ ساز کانفرنس کے موقع پر ہم علماء و مشائخ سے یہ امید رکھتے ہیں کہ وہ مسلک حقہ کے تحفظ اور ملک کے استحکام کی خاطر ایک دفعہ پھر اسی جذبے کے ساتھ میدان میں آئیں گے جس جذبے کے ساتھ وہ بنارس کانفرنس کے موقع پر پاکستان بنانے کے لئے اٹھے تھے۔ آج پھر ہم "آگ ہے اولاد ابراہیم ہے نمرود ہے" کی کیفیت سے دوچار ہیں۔ آج پھر مقام مصطفٰے کے تحفظ کا مرحلہ درپیش ہے۔ آج پھر ہماری قوم اہلسنت علماء و مشائخ کی طرف نظریں لگائے بیٹھی ہے کہ وہ کب میدان میں آئیں گے، کب اپنی شیرازہ بندی کریں گے اور کب اسلاف کی یاد تازہ کریں گے۔

دفتر فیضان بالمقابل واٹر ورکس ہسپتال۔ لاہور

آہ! مفتی اعظم پاکستان

مفتی اعظم پاکستان، شیخ الحدیث، علامہ ابو البرکات سید احمد کی وفات حسرت آیات سے ملت اسلامیہ ایک عظیم راہنما سے محروم ہو گئی ہے۔ دین کا یہ مینار ایسے وقت میں ہماری نظروں سے اوجھل ہو گیا، جبکہ الحادیوں کے سائے بڑھتے جا رہے ہیں۔ اور حرکت کا سراغ دور دور تک نظر نہیں آتا۔ ابو البرکات سید احمد کی ذات گرامی آسمان علم و ہدایت کے ایک ایسے مہر تاباں کی حیثیت رکھتی تھی جس کی ضیا پاشیوں سے ہزاروں دل روشن ہوئے اور لاکھوں کو صراط مستقیم کی ہدایت ملی۔ تفسیر، حدیث اور منطق میں آپ یگانۂ روزگار تھے اور فقہ میں تو آپ کا کوئی ثانی پورے ملک میں نظر نہیں آتا۔ دو قومی نظریہ کے فروغ اور تحریک پاکستان کی کامیابی کے لئے آپ کی خدمات تاریخ کا ایک زریں باب ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ آپ کے تلامذہ اور متعلقین آپ کی دینی اور ملی خدمات کو مرتب کر کے سواد اعظم کے سامنے لائیں تاکہ نئی نسل آپ کے افکار و نظریات اور آپ کی خدمات کو مشعل راہ بنا سکے۔

رسائل و جرائد سے بے اعتنائی کیوں؟

ماہنامہ "فیضان" کا اجراء ایک سال قبل ہم نے اس وقت کیا تھا جب کہ پورے ملک میں اہل سنت کا ایک بھی ماہنامہ ترجمان نظر نہیں آتا تھا۔ ہمیں یہ فخر حاصل ہے کہ ہم بارش کا پہلا قطرہ بنے۔ لیکن ہمیں نہایت افسوس کے ساتھ یہ لکھنا پڑ رہا ہے کہ احباب کی بے توجہی اور عدم تعاون کے باعث ہم بری طرح قرض کے بوجھ تلے دب چکے ہیں۔ جہاں تک مواد اور سرکولیشن کا تعلق ہے، اللہ کے فضل و کرم سے ہم نے اس سلسلہ میں خاطر خواہ کامیابی حاصل کی ہے لیکن جہاں تک مالی تعاون کا تعلق ہے، روز اول سے آج تک ہم [illegible] سے محروم ہیں۔ اور اس وقت صورت حال یہ ہے کہ ادارہ ہزاروں [illegible] کا مقروض ہو چکا ہے۔ ہمارے واجبات مختلف کرم فرماؤں کے ذمہ [illegible] زائد ہے۔ جہاں تک رسائل و جرائد کا [illegible] خاطر خواہ تعداد میں مستقل اشتہارات [illegible] عملی تعاون نہ کریں، ان کا جاری رہنا مشکل ہی نہیں ناممکنات میں سے ہے۔

اہلسنت و جماعت پہلے ہی ماران تیز گام سے بہت پیچھے رہ چکے ہیں اگر بے حسی کا یہی عالم رہا اور نشر و اشاعت کے محاذ پر رسائل و جرائد کو بے یار و مددگار چھوڑ دیا گیا، تو ہمارے مخالفین ہمارے مسلک کو جتنا نقصان پہنچا دیں گے، شاید ہمارے اکابرین کو اس کا اندازہ نہیں ہے! ہم نہایت ادب کے ساتھ یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ اگر ہم مسلک کے نام پر رسائل بھی نہیں چلا سکتے تو پھر کیا ہمیں سواد اعظم کہلانے کا حق حاصل ہے.....؟ کل پاکستان سنی کانفرنس کے موقع پر ہم اکابرین اور عوام اہلسنت سے پُرزور اپیل کرتے ہیں کہ وہ مشکلات پر قابو پانے کے لئے ہمارے ساتھ تعاون کریں یہ تعاون اشتہارات کی صورت میں بھی ہو سکتا ہے اور عطیات کی صورت میں بھی۔ اگر ہمیں خاطر خواہ تعاون حاصل ہو گیا تو ہمیں یقین ہے کہ ہم نہ صرف "فیضان" کو جاری رکھ سکیں گے بلکہ اس کے معیار اور سرکولیشن کو اتنا بڑھا لیں گے کہ کوئی بھی رسالہ اس کا مقابلہ نہ کر سکے۔ (انشاء اللہ) ہمیں امید ہے کہ ہماری یہ اپیل صدا بصحرا ثابت نہیں ہو گی۔

مفتی اعظم پاکستان شیخ الحدیث علامہ ابو البرکات سید احمد صاحب کی

شخصیت پر ماہنامہ فیضان کا

مفتی اعظم پاکستان نمبر

اگلے ماہ شائع ہو گا۔

مضامین ۱۰ اکتوبر تک مل جانے چاہئیں

(ادارہ)

ملتان سُنّی کانفرنس کے داعی

علامہ احمد سعید کاظمی

سے ایک اہم انٹرویو

قاری محمد علی واثق، پیرزادہ سردار احمد فاروقی

آسمانِ علم و حکمت کے ماہِ درخشاں، علامہ احمد سعید کاظمی کا شمار ملک کے ان معدودے چند علماء میں ہوتا ہے جن کی علمی فضیلت اور عظمت کردار کو اپنے پرائے بھی قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ آپ کو بجا طور پر رازیِ زماں اور غزالیِ دوراں کے نام سے یاد کیا جاتا ہے ہزاروں طالبانِ رشد و ہدایت آپ سے فیضیاب ہو کر ملک کے کونے کونے میں تبلیغ و اشاعتِ دین میں مصروف ہیں۔ تحریک پاکستان، تحریک نظام مصطفےٰ اور دور میں ہر نازک وقت پر آپ حق کا پرچم تھامے آگے ہی نظر آئے۔ اس دوران کوئی خوف و لالچ آپ کے راستے کی دیوار نہ بن سکا۔ اور نہ کوئی مصلحت آڑے آئی۔ ضعیفی اور علالت کے باوجود آج بھی آپ پاسبانیِ ملت کا فریضہ بخوبی انجام دے رہے ہیں۔ اور کل پاکستان سُنّی کانفرنس کے داعی کی حیثیت سے آپ نے سوادِ اعظم کو ایک پلیٹ فارم پر ایک پرچم تلے متحد کرنے کی جو سعی کی ہے وہ آپ کی دیگر گرانقدر خدمات کی طرح تاریخ میں سنہری حروف سے لکھے جانے کے قابل ہے۔ ملتان کی سُنّی کانفرنس کے پیشِ نظر ہم نے حضرت علامہ کاظمی سے انٹرویو کا وقت مانگا تو آپ نے کمال شفقت سے ہمارے ذوق کی تسکین فرما دی۔ آپ سے ہونے والی گفتگو نذرِ قارئین ہے۔

س: کیا آپ ارشاد فرمائیں گے کہ تحریک پاکستان میں علماء کرام نے کیا کردار ادا کیا؟

ج: میں عرض کروں گا کہ قیام پاکستان کے سلسلے میں سُنّی علماء و مشائخ نے بہت نمایاں کردار ادا کیا اور ان کی خدمات اس سلسلے میں بنیادی حیثیت رکھتی ہیں۔ اور جو لوگ مسلک اہلسنت کے مخالفین میں شمار ہوتے ہیں۔ ان کی غالب اکثریت کانگریس کے ساتھ تھی اور ان لوگوں نے اسلامی قومیت کے بارے میں علماء اہلسنت سے اختلاف کیا۔ ہمارے تمام علماء و مشائخ نے قومیت کی بنیاد مذہب اور دین کو قرار دیا ہے ہمارے پیشوا اعلیٰحضرت مولانا احمد رضا خاں بریلوی نے ہندوؤں کے ساتھ موالات اور اشتراکِ عمل کی مخالفت کی اور مسلم قومیت کا نظریہ پیش کیا۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ اعلیٰحضرت کا یہ نظریہ پاکستان کی اساس بنا اور اس اساس پر پاکستان کی عمارت تعمیر کرنے کے لیے اہلسنت علماء و مشائخ نے جدوجہد فرمائی۔ اس جدوجہد کے مناظر کئی دفعہ دیکھنے میں آئے کبھی ٹونڈہ کی کانفرنس میں اس نظریے کا پرچار ہوا اور کبھی اجمیر کانفرنس میں اور یہ حقیقت ثابت ہے کہ جدوجہد کا مطلب مسلم قومیت کا تحفظ، ہندو کراہ اور مسلمانوں کو دوسری قوموں میں مدغم کرنے کی کوشش کو ناکام بنانا تھا۔ آپ کو کوئی ایسی مثال تو شاید مل جائے کہ کوئی سُنّی عالم مسلم لیگ میں شامل نہ ہوا ہو لیکن ایک بھی مثال ایسی نہیں ملے گی کہ کسی سنی عالم نے مسلم قومیت کے نظریے کی مخالفت کی ہو۔ اور قومیت کا دارومدار وطنیت کو قرار دیا ہو علامہ اقبال نے فرمایا تھا۔

قوم مذہب سے ہے، مذہب جو نہیں تم بھی نہیں

اسی نظریے کی وضاحت نے سبب ہوئی کہ

میں سمجھتا ہوں کہ ۱۹۴۶ء میں بنارس میں سنی کانفرنس نہ ہوتی اور تحریک پاکستان کا مسلم لیگ کی قرارداد بن جانے تو شاید پاکستان نہ بنتا کیونکہ اس میں تقریباً ہزاروں علماء و مشائخ نے متفقہ طور پر تحریک پاکستان کی حمایت کا اعلان کیا۔ اس وقت اہلسنت کے مخالف علماء وطنیت کو قومیت کی بنیاد قرار دے کر متحدہ قومیت اور کانگریس کی حمایت پر کمربستہ تھے اور ان لوگوں نے قیام پاکستان کی راہ میں بہت مشکلات پیدا کیں۔

آل انڈیا سُنّی کانفرنس کے مطالبہ پاکستان کی حمایت سے مسلم لیگ کو بہت تقویت پہنچی اور ہمارے علماء و مشائخ نے پاکستان بنانے کے لیے اپنے تمام وسائل صرف کر دیئے تھے۔ میں نے خود بھی ۱۹۳۵ء اور میں مسلم لیگ کی باقاعدہ رکنیت اختیار کر لی تھی اور اپنے وسائل کے مطابق میں نے تحریر اور تقریر سے نظریہ پاکستان کی تائید اور مخالفین پاکستان کی تردید کے لیے جدوجہد کی۔

س: پاکستان اسلامی نظام کے نفاذ کے لیے معرضِ وجود میں آیا تھا لیکن کیا وجہ ہے کہ اب تک یہاں اسلامی نظام نافذ نہیں ہو سکا۔

ج: میرا خیال یہ ہے کہ قائداعظم تو اسلام کے بارے میں مخلص تھے اور لیاقت علیخان نے بھی جو قرارداد مقاصد منظور کی وہ اسلامی نظام کے سلسلہ میں بنیادی اہمیت رکھتی ہے۔ اگر قائداعظم کی زندگی وفا کرتی اور لیاقت علی خاں کو موقع ملتا تو میرا حسن ظن یہ ہے کہ وہ اسلامی نظام نافذ کر دیتے اور ایسی رہنمائی سے کام لیتے ان دونوں حضرات کے بعد مسلم لیگ میں وہ لوگ آ گئے جو مغربیت سے بے حد متاثر تھے۔ ان لوگوں نے اسلام کا نام تو لیا لیکن عملاً اس کے لیے کچھ نہ کیا۔ اگر یہ لوگ اخلاص کے ساتھ کوشش کرتے تو اب تک یقیناً اسلامی نظام نافذ ہو چکا ہوتا۔ پاکستان میں اسلامی نظام کے نہ نافذ ہونے کی ذمہ داری دراصل انہی لوگوں پر عائد ہوتی ہے جن کے اقتدار میں اسلام آنا تھا مگر ان کا ذہن اسلامی اقتصادی

بجائے مغربی اقدار سے متاثر تھا۔

س: قیام پاکستان کے مخالفین آج برسر اقتدار نظر آ رہے ہیں اور ملک پاکستان میں کلیدی عہدوں پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ اہلسنت جو میدان میں الست سے پیچھے نظر آتے ہیں اس کی آخر کیا وجوہات ہیں؟

ج: بات یہ ہے کہ اہلسنت نے اسلاف کی تعلیمات کو اپنایا اور انہی کی راہ کو اختیار کیا۔ سلف نے [illegible] سیاست ذاتی گروہ کے مفاد کے لئے نہیں اپنائی [illegible] جاتا ہے۔ اس وقت جو سیاست ہمارے معاشرے میں ہے وہ مغربی سیاست کا تجربہ ہے اور [illegible] سیاسی [illegible] نے مرکز تعمیر نہیں کیا جاتا تھا وقت کے تقاضوں کے مطابق حکومت بدلتی ہیں اور لوگوں کو مکر و فریب سے [illegible] اسلاف کا شیوہ نہ تھا اور اہلسنت نے یہ طریقہ اختیار نہیں کیا۔ علماء اہلسنت نے پاکستان کے لیے بے لوث جدوجہد کی تھی لیکن اس کے باوجود کبھی اقتدار کی خواہش نہیں کی لیکن جو لوگ قیام پاکستان کے خلاف تھے انہوں نے [illegible] بدلے اور حصول اقتدار کے لیے ہر جائز و ناجائز حربہ استعمال کیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہی وہ بنیادی فرق ہے جس کے باعث آج وہ لوگ وقتی طور پر ہم سے آگے نظر آتے ہیں۔ ان لوگوں نے ایک وقت میں جس چیز کو ناجائز کہا دوسرے وقت میں وہ جائز ہو گئی۔ ۔ ۔ ۔ ۔ جس بات کو حرام کہا پھر دوسرے وقت اسے حلال تسلیم کر لیا۔ ایک عام فہم بات ہے ان لوگوں نے سوشلزم کی حمایت کی اور پھر [illegible] اس کے خلاف [illegible] اہلسنت نے [illegible] وقتی [illegible] کو [illegible] سمجھتے ہیں اور [illegible] فریب کو اپنا طریقہ عمل نہیں بنایا۔ موجودہ سیاست میں کامیاب وہی لوگ نظر آتے ہیں جو دھوکہ دے سکیں۔ [illegible] ہم راہ مستقیم سے ہٹے بغیر یہ امید رکھتے ہیں کہ بالآخر حقیقی کامیابی ہمیں ہی حاصل ہو گی۔

س: موجودہ حکومت نظام مصطفی کی علمبردار ہے کیا آپ ان حالات اور ملک کے تقاضوں سے آپ یہ امید رکھتے ہیں کہ وہ مستقبل قریب میں نظام مصطفی نافذ کر سکے گی؟

ج: ملکی حالات سے تو میں مایوس نہیں۔ ۔ ۔ لیکن موجودہ حکومت کی اب تک کی کارکردگی سے یہ [illegible] نہیں ہوتا کہ مستقبل قریب میں ملک میں نظام مصطفی [illegible] عمل میں آ جائے گا۔ اگر یہ لوگ اسلامی نظام کے حامی ہوتے تو اب تک بہت کچھ ہو چکا ہوتا۔ نظام مصطفی کے نفاذ کے لیے جو ابتدائی اور بنیادی اقدامات ضروری ہو سکتے ہیں وہ بھی اب تک شروع نہیں کیے گئے۔ قرآن مجید میں اسلامی نظام قائم کرنے [illegible] اور اقتدار [illegible] والے مسلمانوں کے بجائے ایک معیار بنایا گیا ہے اور قرآن پاک میں فرمان خداوندی کا مفہوم یہ ہے کہ جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ زمین پر حکومت عطا فرماتا ہے وہ اقامت صلوٰۃ کا نظام اور زکوٰۃ کا نظام جاری کرتے ہیں اور نیکی کے حکم کا نظام اور بدی کو روکنے کا نظام قائم کرتے ہیں۔ [illegible] اختیار ہے لیکن اسلامی ریاست کے ارباب بست و کشاد کی بنیادی ذمہ داری کو واضح کر دیا گیا ہے۔ موجودہ حکومت نے اب تک یہ ابتدائی اقدامات بھی نہیں کیے ہیں۔ عوام کے مسائل حل کرنے کے لیے بھی کوئی خاص کوشش نہیں ہوئی۔ شراب اور [illegible] کے لیے شرعی سزاؤں کا نفاذ عمل میں نہیں لایا گیا۔ بے حیائی کے مراکز بھی اسی طرح چل رہے ہیں۔ غرضیکہ ابتدائی اقدامات کے بغیر [illegible] کوئی مستقل پیش رفت نہیں ہو سکتی وہ بھی نہیں کیے گئے۔

اسلام ہر گز کوئی ایسی چیز نہیں جو کسی وقت قابل عمل نہ ہو مگر اب کچھ لوگوں نے کہنا شروع کر دیا ہے کہ موجودہ ماحول میں اسلامی نظام نافذ نہیں ہو سکتا۔ خصوصاً اسلامی تعزیرات کو جاری کرنا ممکن نہیں بعض لوگوں نے تو اسے ظلم میں قرار دیا ہے۔

میرا نظریہ یہ ہے کہ اسلام ہر وقت قابل عمل ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ اسلام کے نفاذ میں تاخیر کی کوئی وجہ نہیں اور یہ کہنا کہ موجودہ ماحول اور معاشرہ اس کے مطابق نہیں بالکل غلط ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ اسلام ہر زمانے میں قابل عمل نہیں ہے۔ اس طرح تو کسی وقت یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ نماز روزے کی تبلیغ کرنا زمانے کے موافق نہیں یا دینی علم پڑھانا زمانے کے موافق نہیں۔ اور اس طرح تو پورا اسلام ختم ہو جائے گا۔

اور وہ دور کب آئے گا جو اسلام کے موافق ہو۔ ۔ ۔ شاید وہ سو برس تک نہ آئے [illegible] لوگوں کا یہ نظریہ ہے کہ موجودہ ماحول میں اسلام نافذ نہیں ہو سکتا۔ ان سے یہ امید نہیں رکھی جا سکتی کہ مستقبل قریب تو کیا مستقبل بعید میں بھی اسلامی نظام نافذ کر دیں گے —— میرا نظریہ یہ ہے کہ اسلام ہر وقت قابل عمل ہے اور اس کے نفاذ کے سلسلے میں جو رکاوٹیں بیان کی جاتی ہیں ان کو بھی نظام مصطفی کے نفاذ سے ہی دور کیا جا سکتا ہے۔ اگر نظام مصطفی نافذ نہیں ہو گا تو وہ رکاوٹیں دور نہیں [illegible] سے دعا کرتا ہوں کہ وہ ایسے اسباب پیدا فرمائے کہ ہمارے ملک میں نظام مصطفی نافذ ہو سکے۔

س: بعض [illegible] یہ [illegible] کرتے ہیں کہ علماء اختلافی مسائل میں الجھ کر مسلمانوں کے مختلف فرقوں میں اختلافات بڑھا رہے ہیں۔ اور اس طرح فتنہ و فساد پیدا ہو سکتا ہے۔ آپ کی اس سلسلے میں کیا رائے ہے؟

ج: ہر عالم دین کو حق ہے کہ وہ اپنے مسلک کی حقانیت اور صداقت کو عمدہ دلائل کے ساتھ [illegible] ہر قوم کے سامنے پیش کرے [illegible] اور اس طرح مخالفین مسلک پر بطریق احسن تنقید بھی علماء کے فرائض میں شامل ہے۔ لیکن یہ [illegible] کے اصول پر کیا جائے اور فتنہ و فساد کو پیدا نہ کیا جائے۔

س: لیکن بعض لوگ ایسے اقدامات کر رہے ہیں جن سے فتنہ و فساد پیدا ہو۔

ج: آپ نے صحیح کہا ہے۔ ہمیں معلوم ہے کہ بعض علماء اس قسم کی مذموم کوشش کر رہے ہیں۔ اور انہوں نے کوئی قابل تعریف کام کرنے کی بجائے غیر متعلق امور [illegible] شروع کر رکھی ہے جس سے کشیدگی پیدا ہونے کا احتمال ہے۔ مثلاً [illegible] اور مساجد میں [illegible] جھگڑے اور فساد کی صورت میں [illegible] بلکہ اصلی طریق [illegible] فتنہ و فساد سے [illegible]

اگر اس کے بعد بھی [illegible] اور [illegible] تو اس کی ذمہ داری علماء اہلسنت پر نہیں ہوگی۔ بلکہ [illegible] سواد اعظم کے مسلک کے خلاف قدم اٹھایا ہے۔ ان کے [illegible] کھولا ہے۔ اس لیے میرا مشورہ ایسے لوگوں کو [illegible] ہے کہ وہ ایسے اقدامات [illegible]

س: [illegible] مقاصد کے حصول [illegible]؟

ج: [illegible] کے انعقاد کے دو بنیادی مقاصد ہیں۔ ایک تو [illegible] اہلسنت مسلمانوں کی [illegible] سواد اعظم کہا جا سکتا ہے ان کی بکھری ہوئی قوت کو منظم بنیادوں پر منظم کرنے [illegible] دوسرا بنیادی مقصد یہ ہے کہ اہلسنت [illegible] کی طرف توجہ دلائی جائے [illegible] کہ وہ

درود و سلام کو بند کرنے کی کوشش سے حالات خراب ہوئے تو ہم ذمہ دار نہ ہوں گے

ملک و ملت کی صحیح طور پر خدمت کر سکیں۔ ہم یہ چاہتے ہیں کہ سواد اعظم کے دینی رجحانات خالص مذہبی جماعت کے ساتھ وابستہ رہیں تاکہ وہ ملک و قوم کی صحیح خدمت کر سکیں۔ اور پاکستان کے بنیادی نظریے کو اس کے مخالفین کی دستبرد سے محفوظ رکھ سکیں۔ ہمارا مقصد تو سیاسی ہے نہ فرقہ بندی پیدا کرنا۔ ہم تو اپنے مسلک کا تحفظ اور اپنی جماعت کا تحفظ کرنا چاہتے ہیں۔ سنی کانفرنس کے انعقاد میں کوئی سیاسی مقصد کارفرما نہیں ہے۔ اور نہ ہی ہم فرقہ بندی پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ ہم خود فرقہ واریت کو نہایت ناپسند کرتے ہیں۔ جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا ہے کہ ہماری موجودہ سیاست مغربی سیاست کا چربہ ہے۔ اسی لیے ہم کسی سیاسی مقصد کے لیے سنی کانفرنس منعقد نہیں کر رہے ہیں۔

س: آپ نے فرمایا ہے کہ سنی کانفرنس کے انعقاد میں کوئی سیاسی مقصد کارفرما نہیں ہے۔ لیکن بعض اخباری اطلاعات کے مطابق اس موقع پر جمعیت علماء پاکستان کی مجلس شوریٰ کا اجلاس بھی ہو رہا ہے۔ کیا آپ اس کی وضاحت فرمائیں گے؟

ج: سنی کانفرنس کے انعقاد کے سلسلے میں اب تک جتنے بھی اجلاس ہوئے وہ فقط سنی مسلک کے تحفظ کے لیے تھے چونکہ یہ مذہبی تنظیم ہے۔ سنی کانفرنس میں شرکت کے لیے تمام سنی علماء و مشائخ کو دعوت دی گئی ہے۔ چاہے وہ جمعیت علماء پاکستان میں شامل ہوں یا نہ ہوں۔ میرے خیال کے مطابق سنی کانفرنس میں شرکت کرنے والوں کی غالب اکثریت ایسا ہوگا جو جمعیت علماء پاکستان میں شامل نہیں ہے۔ جمعیت کے جن حضرات کو دعوت دی گئی ہے، وہ صرف سنی ہونے کی حیثیت سے دی گئی ہے۔ جہاں تک میری معلومات کا تعلق ہے کانفرنس کی کارروائی کے دوران کسی سیاسی جماعت کا کوئی اجلاس نہیں ہو رہا۔ البتہ اگر کوئی جماعت کانفرنس کی قریبی تاریخوں میں ملتان میں اپنا اجلاس رکھ لیتی ہے تو ان کی صوابدید پر ہے ہمارا اس سے تعلق نہیں۔

س: سنی کانفرنس کے شرکاء کے لیے آپ کا پیغام کیا ہے؟

ج: میں انہیں وہی پیغام دینا چاہتا ہوں جو جماعت اہلسنت کے قیام اور سنی کانفرنس کے انعقاد کا مقصد ہے ہم عملی طور پر دوسرے لوگوں سے بہت پیچھے ہیں اور اب جبکہ پورے ملک میں منظم بنیادوں پر اپنی تنظیم کر رہے ہیں اب انشاء اللہ ایسا نہیں ہوگا کہ کوئی ادارہ ہو اور اس کی خبر گیری نہ کی جائے۔ اور مسجد ہو اور اس کی دیکھ بھال نہ کی جائے۔ سنی کانفرنس کے تمام شرکاء کو اپنے علاقوں میں جماعت اہلسنت کی باقاعدہ تنظیم کرنی ہے۔ پھر تمام شاخوں کے ہفتہ وار یا پندرہ روزہ اجلاس ہونے چاہئیں تاکہ مضبوط اور مستحکم بنیادوں پر تنظیم ہو سکے اور زیادہ سے زیادہ لوگ اس میں شمولیت اختیار کریں۔ مرکز تمام شاخوں کی نگرانی کرے گا۔ اور اگر کوئی کمزوری کی گئی تو اس کا ازالہ کرنے کی کوشش کی جائے گی۔

جامع رضویہ تہذیب الاسلام میں داخلہ شروع ہے

زیر سرپرستی: مولانا مفتی غلام سرور صاحب

زیر اہتمام: انجمن تہذیب الاسلام

شعبہ جات

- ناظرہ قرآن پاک — حفظ قرآن
- قرأت و تجوید — درس نظامی

تمام شعبوں میں داخلہ شروع ہے۔ طلباء کی رہائش اور خوراک کا جامعہ کفیل ہے۔

خوش گوار اور پاکیزہ ماحول۔

جامع رضویہ تہذیب الاسلام۔ مین مارکیٹ گلبرگ لاہور

مولانا حامد علی سے ایک ملاقات

س : قیام پاکستان کے لیے اہل سنت علماء و مشائخ نے بلاشبہ بہت اہم کردار ادا کیا تھا لیکن پاکستان بن جانے کے بعد اب تک نظام مصطفیٰ نافذ نہ ہو سکنے کی ذمہ داری کس پر عائد ہوتی ہے۔

ج : در اصل علماء اہلسنت تو وقت کے انتظار میں تھے کہ ان کا مطمح نظر کبھی بھی حکومت پر قبضہ کرنا نہیں رہا۔ اور انہوں نے ہمیشہ نظام مصطفیٰ کے لیے حالات کو سازگار بنانے کی کوشش کی۔ تحریک پاکستان میں حصہ لینے کے بعد اہلسنت کا خیال تھا کہ بنیاد قائم ہو چکی ہے اب مسلم لیگ کو ہی چاہیے کہ وہ اپنے وعدے کے مطابق نظام مصطفیٰ قائم کر سکے اور خود علماء تبلیغ و اشاعت دین میں مصروف ہو گئے۔ دین کی تبلیغ و اشاعت اور اس کا تحفظ بنیادی کام ہے۔ یہی بنیادی کام علماء نے اب تک کیا اور جن لوگوں نے وعدہ کیا تھا کہ پاکستان میں اسلام کو نافذ کریں گے یہ ان کی ذمہ داری تھی کہ وہ اس وعدے کو پورا کرتے ہمیں پوری امید تھی کہ انگریز کے چلے جانے کے بعد اب نظام مصطفیٰ کا نفاذ ضرور عمل میں آ جائے گا۔ لیکن افسوس کہ ہماری یہ خواہش اب تک پوری نہیں ہو سکی۔ قائد اعظم اور لیاقت علی خان کے دنیا سے رخصت ہو جانے کے بعد کچھ اقتدار کے لیے ایسے حریص نکلے کہ انہوں نے اسلام کو بھی پشت ڈال دیا۔ سنی علماء و مشائخ پاکستان بن جانے کے بعد بھی اسلام کے لیے جہاد کرتے رہے اور ۱۹۷۰ء میں ٹوبہ ٹیک سنگھ کانفرنس کے موقع پر خاص طور پر علماء نے اپنا فرض نبھایا اور قوم کو خواب غفلت سے بیدار کرنے کی کوشش کی۔ آج تک تو ہم نے قوم کو نظام مصطفیٰ کے لیے تیار کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ لیکن دنیا سازی کے مقابلے میں خلوص ہی تھا ہماری کوششیں بار آور ہو سکیں۔ گذشتہ سال جمعیت علماء پاکستان نے تمام جماعتوں کو نظام مصطفیٰ کے لیے روشناس کرا کے حالات کو سازگار بنا دیا تھا۔ اور اب بھی ہم اس کے قیام کی خاطر سرگرم عمل ہیں اور انشاءاللہ نظام مصطفیٰ نافذ ہو کر رہے گا۔

س : تحریک نظام مصطفیٰ میں بے شمار قربانیوں کے باوجود کیا وجہ ہے کہ تحریک کے مقاصد حاصل نہیں ہو سکے۔

ج : ہم نے پورے طور پر زور لگایا تھا لیکن مقصد اب تک ہاتھ نہیں آیا۔ میرے خیال میں اس کی وجہ یہ ہے کہ بعض جماعتوں نے جو تحریک میں ہمارے ساتھ شریک تھیں، نظام مصطفیٰ کو دوسرے درجے کی بات سمجھ لیا اور اولیت اپنی جماعت اور اپنی شخصیات کو نمایاں کرنے کو دی اور اس طرح انہوں نے اس مقصد کو دور کر دیا اللہ تعالیٰ سب کو توفیق دے کہ وہ خالصتاً اللہ اور اس کے رسول کے لیے نظام مصطفیٰ کے نفاذ کی پرخلوص کوشش کریں۔

س : بعض لوگ یہ الزام عائد کرتے ہیں کہ جمعیت علماء پاکستان نے قومی اتحاد سے علیحدہ ہو کر نظام مصطفیٰ سے روگردانی کی ہے کیا آپ اس کی وضاحت فرمائیں گے؟

ج : یہ الزام غلط ہے۔ جمعیت علماء پاکستان نے آخر دم تک قومی اتحاد کو قائم رکھنے کی ہر ممکن کوشش کی اور افہام و تفہیم اس حد تک آئی کہ جمعیت علماء پاکستان کے تمام مطالبات تسلیم کرنے کا اعلان کر دیا گیا۔ مگر افسوس کہ کچھ لوگ عہدے چھوڑنے کے لیے تیار نہ ہوئے حالانکہ یہ بہت کم تر چیز ہے ان لوگوں کے اسی طرز عمل نے اتحاد کو توڑا۔ اگر جمعیت علماء پاکستان کی تجاویز پر عمل ہو جاتا تو آج قومی اتحاد میں اس طرح جوتیوں میں دال نہ بٹ رہی ہوتی۔

س : بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ نظام مصطفیٰ کو موجودہ معاشرے میں فوری طور پر نافذ نہیں کیا جا سکتا آپ کا اس بارے میں کیا خیال ہے۔

ج : جہاں تک اسلامی معاشرے کا تعلق ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ایک دن میں اس کی بنیاد رکھی جا سکتی ہے اور اس کا نفاذ عمل میں آ سکتا ہے اور پھر جو الجھے ہوئے مسائل کو حل کرنے میں کچھ وقت لگ سکتا ہے۔ فتاویٰ عالمگیری کے مطابق ہندوستان میں فیصلے ہوتے رہے اور اب بھی اس کو بلا تاخیر نافذ کیا جا سکتا ہے۔ اگر خلوص کے ساتھ کوشش کی جائے تو ایک دن میں بہت کچھ ہو سکتا۔ اسلامی تعزیرات کا نفاذ بلا تاخیر عمل میں آ سکتا ہے اور اگر حکومت اسلام نافذ کرنا چاہے تو وہ تمام سرکاری ملازمین کو نماز کی پابندی کرا سکتی ہے اقامت صلوٰۃ اور زکوٰۃ کا نظام عملاً نافذ ہو سکتا ہے۔ اس سلسلے میں صرف وعظ کر دینا ہی کافی نہیں ہے۔ یہ کام تو ایک عرصہ سے علماء کرام کرتے آ رہے ہیں۔ نیکی کے حکم اور برائی سے روکنے کا نظام اگر نافذ ہو جائے تو اس میں کوئی رکاوٹ نہیں ہے۔ اگر ارکان اسلام کو نافذ کر کے منکرات کو ختم کرنے کی سعی کی جائے تو موجودہ معاشرہ بدل جائے گا۔

س : ملتان سنی کانفرنس کن مقاصد کے حصول کے لیے منعقد کی جا رہی ہے۔

ج : اہل سنت ملک کا سواد اعظم ہیں اور اگر سواد اعظم اصلاح پا جائے تو پوری قوم کی اصلاح کی ضمانت مل جاتی ہے۔ بدقسمتی سے اصل یہ ہے کہ ہم سنی ہونے کے باوجود سنیت پر عمل نہیں کرتے۔ اقامت سنت ایک بنیادی اہمیت کا کام ہے اور اقامت سنت کا کام اگر ہم نے کر دیا تو دین کا نفاذ عمل میں آ جائے گا۔ اور اسی سے محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا بڑا اور صحیح خدا پرستی کا جذبہ پیدا ہوگا۔ سوشلزم اور کمیونزم وغیرہ تمام تحریکیں کافور ہو جائیں گی سنی کانفرنس کا مقصد یہی ہے کہ سواد اعظم کو بیدار کیا جائے اور اقامت سنت کے لیے ان کو منظم کیا جائے۔ یہ سیاست سے جدا ایک عمل ہے اور اس جدوجہد میں سرکاری ملازمین بھی شریک ہو سکتے ہیں۔

س : سنی کانفرنس کے شرکاء کے لیے آپ کا پیغام کیا ہے۔

ج : میرا پیغام یہ ہے کہ اسلام کو دل سے پیار کریں اور سنت رسول کو معیار زندگی بنائیں دین پر عمل فی الحقیقت اس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک محبت رسول پورے جذبہ اور عقیدت کے ساتھ قلوب میں موجزن نہ ہو۔ ہم سب کو اب اپنے گھروں، بازاروں اور مسجدوں میں ہر جگہ اقامت سنت کا کام کرنا چاہیے۔

تنظیم المدارس (پاکستان) کے ناظم اعلیٰ

مفتی عبد القیوم ہزاروی

سے نمائندہ فیضان کی ایک ملاقات

س: ملتان سنی کانفرنس کے مقاصد آپ کے نزدیک کیا ہیں؟

ج: جب بھی ملک و ملت کے لیے کوئی اہم موڑ آیا اس قسم کی سنی کانفرنسوں کا انعقاد ہوتا رہا ہے۔ جیسے شدھی تحریک کے خلاف اجمیر سنی کانفرنس ہوئی، کانگریس کے فتنے سے مسلمانوں کو بچانے کے لیے بنارس سنی کانفرنس ہوئی، سوشلزم کی یلغار کو روکنے کے لیے ٹوبہ سنی کانفرنس ہوئی اور اب چونکہ نظام مصطفیٰ کے سلسلے میں بہت ہی کام کیا جا رہا ہے اور اس کی نئی نئی تعبیریں کی جا رہی ہیں۔ سواد اعظم اہلسنت کے علماء و مشائخ نظام مصطفیٰ کی غلط تعبیروں اور لادینی تحریکوں کے مقابلے میں عوام [illegible] راہنمائی کا عزم کریں گے۔ اور ان شاء اللہ اس کانفرنس کے بعد نظام مصطفیٰ کے تحفظ اور نظام مصطفیٰ کے نفاذ کی تحریک تیز تر ہو جائے گی۔

ملتان سنی کانفرنس اس لیے بھی بڑی اہمیت کی حامل ہے کہ غیر منتخب سیاسی کابینہ کے برسر اقتدار آنے کے بعد بعض عناصر نے ایسے اقدامات کرنے شروع کر دیے ہیں جن سے اہلسنت کے حقوق مجروح ہو رہے ہیں۔ ملتان سنی کانفرنس کے موقع پر اہلسنت کے حقوق کے تحفظ کے لیے ایک باقاعدہ لائحہ عمل تیار کیا جائے گا۔

س: اہلسنت کی شیرازہ بندی کے لیے آپ کے پاس کیا تجاویز ہیں؟

ج: جماعت اہلسنت ایک غیر سیاسی تنظیم ہے اور اس میں مسلک اہلسنت سے وابستہ تمام افراد شامل ہو سکتے ہیں۔ جماعت اہلسنت کے قیام کا مقصد ہی یہ ہے کہ مختلف جماعتوں میں بٹے ہوئے سنیوں کو ایک پلیٹ فارم پر ایک پرچم تلے جمع کیا جائے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ جماعت اہلسنت کی شاخیں ملک کے کونے کونے میں قائم کر کے اس کو بہت زیادہ مضبوط اور منظم کر دیا جائے تاکہ کوئی بھی طاقت اہلسنت کے حقوق کو غصب نہ کر سکے۔

س: آپ کا ارشاد ہے کہ غیر منتخب سیاسی کابینہ کے بننے کے بعد اہلسنت کو ان کے حقوق سے محروم کیا جا رہا ہے؟

ج: ہمارے پاس بے شمار ایسی مثالیں اور ثبوت موجود ہیں کہ درود و سلام کو روکنے کے لیے حکومت میں شامل کچھ حلقوں نے ہمارے مسلک کے لوگوں کے ساتھ زیادتیاں کی ہیں۔ حال ہی میں لاہور کی مسجد مبارک قلعہ گوجر سنگھ، مسجد عمر سانگلہ ہل اور خوشاب مسجد داؤدی سرگودھا میں اس قسم کی صورت پیدا ہوئی ہے اور بعض دفعہ تو مسجدوں میں غنڈہ گردی کر کے سنیوں کو دھکے دے کر باہر نکال دیا گیا۔ اور انھوں نے مسجد کے در و دیوار پر کھڑے ہو کر صلاۃ و سلام پڑھا۔ یہ ایسی صورت حال ہے جسے اہلسنت کسی صورت میں برداشت نہیں کر سکتے۔ دوسری طرف یہ عالم ہے کہ غیر مقلدوں کی کئی مساجد محکمہ اوقاف سے واگزار کروائی گئی ہیں۔ یہ عجیب [illegible] ہے [illegible] نا انصافی [illegible] گئے ہیں۔

س: تنظیم المدارس کے ناظم اعلیٰ کی حیثیت سے کیا آپ وضاحت فرمائیں گے کہ تنظیم کس حد تک منظم ہو چکی ہے؟

ج: تنظیم المدارس اللہ کے فضل و کرم سے پنجاب اور سندھ کے علاوہ سرحد اور بلوچستان میں بھی منظم ہو چکی ہے اور چاروں صوبوں کے ۱۷۰ مدارس اس سے وابستہ ہو چکے ہیں۔ یہ تنظیم مدارس کو ایک پلیٹ فارم پر متحد کرنے کے ساتھ ساتھ مسلک اہلسنت کے فروغ کے لیے بھی اور محاذوں پر بھی سرگرم عمل ہے۔ میں نے خود سرحد اور بلوچستان کے کئی دورے کیے ہیں اور وہاں جا کر اپنے مسلک کے پیغام کو عام کرنے کی حتی الوسع کوشش کی ہے۔ ہماری ان کاوشوں کے نتیجے میں خاطر خواہ نتائج برآمد ہوئے ہیں۔ جہاں تک ملتان سنی کانفرنس کا تعلق ہے اس کے انعقاد کے سلسلے میں بھی تنظیم المدارس نے بہت اہم کردار ادا کیا ہے۔

یہی ہے آرزو تعلیم قرآں عام ہو جائے — ہر اک پرچم سے اونچا پرچم اسلام ہو جائے

مدرسہ حنفیہ رضویہ **اکرم العلوم** زیر تعمیر ہے۔ شعبہ حفظ و ناظرہ قائم ہو چکا ہے اور تقریباً ڈیڑھ سو طلبا زیر تعلیم ہیں۔ شعبہ تجوید و قرأت کا قیام بھی زیر غور ہے۔ مدرسہ کے ساتھ عظیم الشان مسجد فیض مدینہ تعمیر ہو چکی ہے اور نامور عالم دین مولانا محمد اکرم رضوی خطابت کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔

نوٹ: لڑکیوں کے لیے حفظ و ناظرہ کا علیحدہ با پردہ انتظام کیا گیا ہے۔

۱۳۰ طالبات زیر تعلیم ہیں۔ مخیر حضرات دست تعاون بڑھا کر ثواب دارین حاصل کریں۔

المرسل: انجمن غلامان مصطفیٰ رجسٹرڈ کراچی جامع مسجد فیض مدینہ محلہ فیض آباد (رب نواز آباد) کاموکی ضلع گوجرانوالہ، رابطہ نمبر ۲۲

محمد صادق قصوری

مراد آباد سے ٹوبہ تک

سُنی کانفرنس کی منزل بہ منزل داستان

یہ امر اظہر من الشمس ہے کہ ملت اسلامیہ پر جب بھی کوئی مشکل وقت آیا، گو کتنے ہی مصائب و آلام لے کر آیا اور حوادث ناگہانی نے زندگی اجیرن کر دی تو ہمارے علماء و مشائخ نے اس موقع پر ملت کی رہنمائی کا فریضہ سر انجام دیا اور قوم کو اس کی منزل گم گشتہ کا راہ دکھا دیا۔ یہی وجہ ہے کہ آج تاریخ کے صفحات ان کے درخشندہ کارناموں سے مزین نظر آتے ہیں ۔ ؎

جو کام جذب و شوق کے دیوانے کر گئے
وہ زندگی عشق کے افسانے بن گئے

تحریک خلافت کے اختتام کے بعد ہندوؤں نے اپنی مکاری، عیاری اور چالاکی سے کئی مسلمان علماء اور لیڈروں کو اپنا اسیر کر لیا تھا اور انہیں متحدہ قومیت کے گمراہ کن افکار و نظریات سے برگشتہ کر کے کٹر کانگرسی بنا دیا۔ اور یہ لوگ اہل سنت والجماعت کو مشرک و بدعتی گردانتے تھے۔ ہندوؤں نے جب یہ دیکھا کہ ان کی گود میں ایسے لوگ آ گئے ہیں کہ ان کو [illegible] جب چاہیں استعمال کیا جا سکتا ہے تو انہوں نے شدھی [illegible] تحریک کو تیز کر کے مسلمانوں کو یا تو ہندو بنا لیا جائے یا ان کا قتل عام کیا جائے۔ تاکہ ؎

نہ رہے بانس اور نہ بجے بانسری

۱۹۲۳ء۔۲۴ء میں جو شدھی کی تحریک چلی اس کا یہی مقصد تھا۔ اس فتنہ کا مقابلہ کرنے کے لئے علمائے حق میدان عمل میں کود پڑے اور اس تحریک کو شکست دے کر [illegible]۔ سنی ہند امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری، صدر الافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین مرادآبادی، مولانا شاہ محمد کامل [illegible] مولانا سید غلام قطب الدین برہمچاری، مولانا شاہ عبد العلیم صدیقی میرٹھی اور الٰہ آباد کے مولانا شاہ [illegible] اور (?) مفتی اعظم ہند شاہ مصطفٰی رضا خاں، تاج العلماء مفتی محمد عمر نعیمی و دیگر بے شمار علماء و مشائخ نے اپنی شبانہ روز کاوشوں سے اس فتنہ کو کچل دیا۔ حضرت امیر ملت قدس سرہ نے اپنی قائم کردہ انجمن خدام الصوفیہ کے پلیٹ فارم سے جو عظیم الشان خدمات سر انجام دیں، ان کا احاطہ کرنا اگر ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے۔ آپ نے اس فتنہ کی سرکوبی کے لئے ہزاروں روپے اپنی جیب خاص سے صرف کئے۔ سینکڑوں علماء پر مشتمل وفود بھیجے، کئی مدرسے قائم کئے اور خود ایک عرصہ تک آگرہ میں اپنا ہیڈ کوارٹر قائم کر کے مقام مصطفٰی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے تحفظ کا حق ادا کیا۔ ؎

حضرت صدر الافاضل مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ نے [illegible] مصطفٰی اور حضرت پیر [illegible] کے پلیٹ فارم انجمن تبلیغ الاسلام [illegible] کے پلیٹ فارم سے شدھی تحریک کو کچلنے کے لئے کار ہائے نمایاں سر انجام دئے۔ آخر کار [illegible] کی جو [illegible] اور مسٹر شردھانند کا ڈرامہ [illegible] ہزاروں مرتدین داخل اسلام ہوئے اور لاکھوں مسلمانوں کو آریوں کے چنگل سے بچا لیا گیا۔

اس کے بعد ہندوؤں نے ایک اور منصوبہ بنایا۔ ۹

نو، ہندو [illegible] کی تحریک چلائی، جس کا مقصد یہ تھا کہ ایسے [illegible] انجمنیں قائم کئے جائیں جن میں ہندو نوجوانوں کو ان کو باقاعدہ تربیت دے کر ان میں مسلمانوں کے خلاف غیظ و غضب اور نفرت کا جذبہ ابھارا جائے۔ ان حالات میں حضرت صدر الافاضل رحمۃ اللہ علیہ نے یہ محسوس کیا کہ ہندو جس تنظیم کا پرچار کر رہے ہیں اس کے نتیجہ میں اب سے دس بیس سال بعد ایسے لوگ تیار ہو جائیں گے جو مسلمانوں کی ہولی کھیلیں گے اور اس وقت اس فتنہ کا مقابلہ آسان نہ ہوگا۔ چنانچہ آپ نے ملت کے ہر ایک سنی عالم کو جھنجوڑا اور انہیں ان خطرات سے آگاہ کیا اور فرمایا اگر ہم اب بھی ہوش میں نہ آئے اور اپنی تنظیم نہ کی تو پھر جو انجام ہونا ہے اس کے لئے تیار ہو جاؤ۔ چنانچہ اسی مقصد کے لئے آپ نے ملک کے تمام اعاظم و اکابر اہل سنت علماء و مشائخ کو مراد آباد مدعو کیا ۔ ؎

آپ کی اس دعوت پر لبیک کہتے ہوئے ملک کے کونے کونے سے علماء و مشائخ کا کاروان مراد آباد پہنچا ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹ مارچ ۱۹۲۵ء کو یہ عظیم الشان اور عدیم النظیر اجتماع بڑی کامیابی سے منعقد ہوا۔ اس اجتماع میں غور و خوض کے بعد آل انڈیا سنی کانفرنس کی داغ بیل ڈالی گئی۔ اور متفقہ طور پر حضرت امیر ملت قدس سرہ کو صدر "حضرت صدر الافاضل مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ کو ناظم اعلیٰ منتخب کیا گیا۔

(رسالہ حیات صدر الافاضل از نعیمی)

غلام معین الدین نعیمی، لاہور طبع دوم،
ص ۱۸۰، ۱۸۱)

اس کانفرنس میں یہ تجویزیں پاس ہوئیں ان کے چند شعبے ہیں [illegible] اداروں کے متعلق [illegible] مرکزی کمیٹی کے سپرد [illegible] ان حوادث کے متعلق تحریر [illegible] جائز ہوگا [illegible] ہوئیں، ان کا خلاصہ اور اجمالی نقشہ یہ ہے کہ جس کو حضرت مولانا شاہ احمد میرٹھی (رحمۃ اللہ علیہ) امروہوی و احمد نوری (؟) نے جلسہ عام میں پڑھ کر سنایا تھا۔

۱- یہ جلسہ مناسب سمجھتا ہے کہ ملک کے ہر صوبہ ہر شہر اور ہر گاؤں میں اہل سنت و الجماعت کی انجمنیں اور تبلیغی کمیٹیاں قائم کی جائیں۔

۲- اس جلسہ کی رائے ہے کہ تعلیم و تبلیغ کے مدارس جاری کئے جائیں۔

۳- اس جلسہ کے خیال میں مرادآباد میں مرکزی کمیٹی کا قائم رہنا ضروری ہے۔

۴- یہ جلسہ عام اس قانون پر جو اسمبلی نے حج کے متعلق پاس کیا ہے، ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے حاجیوں سے دونوں طرف کا کرایہ پہلے ہی وصول کر لینے کو حج کے لئے مخلِ راہ خیال کرتا ہے۔

۵- یہ اجلاس عام پادشاہ دولت خداداد افغانستان حضرت امیر امان اللہ خان خلد اللہ ملکہ کے قتل مرتدین کو عین مطابق شریعت مبین مانتا ہے اور ان حدود شرعیہ پر ہر جہاد [illegible] پیش کرتا ہے جن لوگوں نے اس کے خلاف آواز بلند کی وہ بالیقین دین متین سے جاہل و بے خبر ہیں۔ ان کی اس مخالفت شرعیہ پر بشدت نفرت و حقارت کا اظہار کرتا ہے۔

۶- یہ اجلاس عام جو سات کروڑ مسلمانان ہند کا قائم مقام اور جمیع مسلک کے علمائے اہل سنت و جماعت پر مشتمل ہے، مرزائیوں کی [illegible] احتجاج کی بنا پر لیگ آف نیشنز اور گورنمنٹ آف انڈیا کو توجہ دلاتا ہے کہ حکومت افغانستان کا ملک خداداد اسلامی اور مستقل ہے۔ اس میں کسی حکومت کی مداخلت اور اس حکومت کے مذہبی مداخلت ہوگی، جس کو مسلمان کسی طرح گوارا نہیں کر سکتے۔ لہٰذا لیگ اور گورنمنٹ کو اس مسئلہ میں ہرگز دخل نہ دینا چاہیے۔

اس قسم کے بہت سے ریزولیشن پاس ہوئے جن میں سب سے اہم وہ تجویز تھی، جس میں ابن سعود نجدی کے غاصبانہ قبضہ حجاز اور ناملائم حرکات کے خلاف صدائے احتجاج بلند کی گئی تھی اور سنی مسلمانوں کو اصل صورت حال سے [illegible] گیا تھا۔ تیسرا ایک ریزولیشن میں پریذیڈنٹ [illegible] کانگرس سکھان ہندو اور اشتعال انگیز کلمات پر اظہار نفرت کیا گیا، جو اس نے مرزائیوں کی تائید کی اور میں اسلام و قرون اولیٰ کے بارے میں استعمال کئے تھے۔ جن سے سات کروڑ مسلمانوں کو سخت صدمہ پہنچا ہے۔

حضرت امیر ملت قدس سرہ نے اس کانفرنس کے موقع پر جو فی البدیہہ خطبہ صدارت ارشاد فرمایا، وہ آب زر سے لکھنے کے قابل ہے۔ شائقین حضرات اس نادر خطبہ کو سیرت امیر ملت اور ملفوظات امیر ملت میں ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔

(رسالہ ماہنامہ اشرفی کچھوچھہ شریف
بابت شوال المکرم ۱۳۴۳ھ مطابق مئی ۱۹۲۵ء)

اس کے بعد ۱۹۲۵ء میں دوسری آل انڈیا سنی کانفرنس کا انعقاد بدایوں (یوپی) میں ہوا۔ اس اجلاس کی صدارت کے لئے حجۃ الاسلام حضرت شاہ حامد رضا خاں بریلوی اور ایک دوسرے بزرگ کے درمیان انتخاب ہوا۔ حضرت حجۃ الاسلام اکثریت کے ووٹوں سے صدر چنے گئے۔ جب آپ کا انتخاب مکمل ہو گیا تو آپ نے اعلان فرمایا کہ:

"میں حضرت امیر ملت قدس سرہ کو کرسی صدارت پیش کرتا ہوں۔ میرے حمایت کرنے والوں کے ووٹ اور میرا اپنا ووٹ حضرت کے لئے ہے۔ صدارت کے لئے بہت کام کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ میں اتنا کام نہیں کر سکتا اور حضرت پیر صاحب ہر قسم کا کام کرنے کے عادی ہیں۔ لہٰذا میں سب ووٹروں سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ صدارت قبول فرمائیں۔"

اس پر ہر طرف سے تائید کی [illegible] ہوئیں اور حضرت قبلہ عالم امیر ملت قدس سرہ اتفاق رائے سے صدر منتخب ہو گئے۔

اس موقع پر آپ نے جو فی البدیہہ خطبہ صدارت ارشاد فرمایا، اس کے ایک ایک لفظ سے عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، اتحاد و یگانگت عظیم اور حق و صداقت کی خاطر مر مٹنے کا درس ملتا ہے۔ یہ عدیم المثال خطبہ صدارت سیرت امیر ملت کے صفحہ ۴۸۳ تا ۴۸۵ پر موجود ہے۔ یہاں صرف ایک دو پیرے نقل کئے جا رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا:

"عزیزو! اس وقت جبکہ میں نے مسجد شہید گنج لاہور کی واگزاری کے لئے اپنی ناچیز خدمات قوم کے سامنے پیش کی ہیں، میرے پاس اتنا وقت نہ تھا کہ میں بدایوں پہنچ کر کچھ عرض کرتا۔ لیکن اس کا کیا علاج کہ یاران طریقت نے مجھے امیر شریعت بنا دیا اور ارباب شریعت نے مجھے [illegible] خدا کرے کہ جیسے طریقت میں رنگ کا بحقیقت قطعاً کوئی فرق نہیں۔ ایسے ہی صوفیوں اور مولویوں میں خالص اتحاد ہو جائے اور وہ تمام اپنے اختلافات و مناقشات فروعی سے بے نیاز و بالاتر ہو کر متحدہ مقاصد کے حصول

پریٹی ریچو سوٹنگ

حسین اور دلفریب رنگوں میں

نوجوانوں کی پسند کا لاجواب سوٹنگ ۔ تمام سوٹنگوں سے افضل سوٹنگ، پریٹی ریچو

ہر ایک کی زبان پر صرف پریٹی ریچو کا نام ہے۔

تیار کردہ: ال اسلم ٹیکسٹائلز ملز کراچی

سٹاکسٹ: رشید برادرز ہول سیل کلاتھ مرچنٹ دکان نمبر ۲۰
نواب بازار اعظم کلاتھ مارکیٹ لاہور، فون: ۶۰۳۴۴

بنارس سنی کانفرنس میں مطالبہ پاکستان کی پُر زور حمایت کا اعلان کیا گیا

کے لئے یک قالب و یک جان ہو جائیں۔"

(رسالہ سیرت امیر ملت مطبوعہ ۱۹۳۸ء)

اجمیر شریف میں حاضری اس لئے بھی ضروری تھی کہ یہاں خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کا مزار پُر انوار ہے۔ اس خاک پاک کا ایک ایک ذرہ یہ سبق دیتا ہے کہ خطے پر بیٹھنے والے کا دعا بھی دہی تھا جو غازی ہے اور یہی غوری صاحب کا اتفاق کا تھا ہے جاسمی ہیں شہاب الدین غوری بن جائیں۔ صوفی خواجہ غریب نواز کا رنگ اختیار کریں۔ اور لیڈر، عالم، صوفی تینوں مل کر اس کفرزار میں توحید کا علم بلند کریں۔ اپنا عزم تو یہ ہے کہ اپنی عمر کے چند باقی لمحات اس کار خیر کے لئے وقف کر دوں ؎

ہم تری راہ میں مٹ جائیں گے سو چاہتے ہیں
ورد ہمدان محبت کا تقاضا یہ ہے ہیں

پھر آپ نے علماء کرام کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:-

"علمائے کرام! اسلام میں آپ کا مقام بہت بلند ہے۔ لیکن ہر منصب کی چند ذمہ داریاں ہوتی ہیں جو عالم اپنے فرض سے غافل ہے، وہ اپنے تلامذہ کے نزدیک تو عالم ہو سکتا ہے۔ مگر ملائکہ کی فہرست سے اس کا نام کاٹ دیا جاتا ہے سنئے رب العزت فرماتا ہے۔ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ (ترجمہ) (آپ فرمائیے کیا برابر ہیں وہ لوگ جو صاحب علم ہیں اور جو علم والے نہیں) کس قدر موثر پیرایہ میں ارشاد فرمایا گیا ہے کہ کوئی سلیم الفطرت انسان یہ نہیں کہہ سکتا کہ عالم اور غیر عالم برابر ہیں۔ عالم کا درجہ بہت بلند ہے۔ عالم ہر قوم کے مصائب آشکار ہوتے ہیں۔ لہٰذا اس کا فرض ہوتا ہے کہ قوم کی مشکلات کا خاتمہ کرنے میں غیر عالم سے بڑھ کر قربانی و ایثار اور فکر و تدبر سے کام لے۔ اگر وہ اس فرض سے غافل رہتا ہے تو اس کا جبہ و عمامہ اسی کے لئے روز قیامت پھانسی کا رسہ ثابت ہو گا۔

عالم کا وصف عند اللہ یہ ہے۔ اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا (ترجمہ) (اللہ سے اس کے بندوں میں سے وہ ڈرتے ہیں جو علم والے ہیں) یہ آیت مبارکہ واضح الفاظ میں بیان کر رہی ہے کہ عالم صرف خدا سے ڈرتا ہے۔ خشیت الٰہی اس کا حسن ہے۔ غیر اللہ سے ڈرنا شریعت و طریقت میں کفر و زندقہ کے مترادف ہے۔ اقبال نے کیا خوب کہا ہے ؎

ہر کہ رمز مصطفیٰ فہمیدہ است
شرک را در خوف مضمر دیدہ است

اگر عالم انگریز کے رعب یا ہندو کے جلال سے ڈر کر اس کے معاملہ میں حرف حق کہنے سے ہچکچاتا ہے اور حق کی حمایت نہیں کرتا تو اس کا وجود علم اور انسانیت کے لئے ننگ ہے۔ اگر عالم کسی سچائی کو اس لئے بیان نہیں کر سکتا کہ ایسا کرنے سے سلطنت ناراض ہو جائیں گے یا ہندوؤں میں اس کا وقار کم ہو جائے گا، یا اس کے معتقد برگشتہ ہو جائیں گے، تو اسے کہو کہ وہ اپنے نفس کو دھوکا نہ دے۔ وہ عالم نہیں جاہل ہے۔ اسے کہو کہ اپنے ایمان کی تجدید کرے۔

مزید فرمایا کہ:-

"اے عالمان حرمین! کیا آپ کو معلوم نہیں کہ سلطان نجد ابن سعود نے ایک انگریز کمپنی کو عرب کی زمین میں معدنیات اور تیل کے چشمے معلوم کرنے کے لئے ٹھیکہ دیا ہے؟ حرمین کی حمایت کرنے والو! عرب سے کچھ فاصلے پر حبشہ کا ملک ہے جو اس وقت اطالیہ کیوں ظلم ڈھا رہی ہے؟ اس لئے کہ وہاں تیل ہے اور اٹلی کو اپنی بلند پرواز یوں یا اپنے ہوائی جہازوں کے لئے تیل درکار ہے۔ کیا دنیا کے واقعات شاہد نہیں کہ یورپ کی کسی قوم کو اگر کہیں بیٹھنے کی اجازت دے دی جائے۔ تو ملکان ہتھیانے کی راہ خود نکال لیتے ہیں کیا وجہ ہے کہ ابن سعود کی اس روش کے خلاف صدائے احتجاج بلند نہیں کی جاتی؟ یہ وہابیت اور حنفیت کا سوال نہیں۔ یہ اماکن مقدسہ کی صیانت کا سوال ہے۔ اگر کسی کو ابن سعود کا وظیفہ اظہار حق سے روک رہا ہے، تو اسے چاہیئے کہ اللہ کے اس فرمان پر توجہ کرے۔

ارشاد ہوتا ہے۔ وَلَا تَشْتَرُوا بِاٰيٰتِيْ ثَمَنًا قَلِيْلًا (ترجمہ) اور میری آیتوں کے بدلے حقیر سی قیمت نہ لو) اور ثمن قلیل کی پروا نہ کرتے ہوئے نعرۂ حق بلند کرو۔ تاکہ رب جلیل کی بارگاہ سے اجر جزیل حاصل ہو جائے۔

۲۷-۲۸-۲۹-۳۰ اپریل ۱۹۴۶ء کو بنارس میں آل انڈیا سنی کانفرنس کے چار روزہ اجلاس منعقد ہوئے جس میں غیر منقسم ملک کے تقریباً پانچ ہزار علماء و مشائخ اور ڈیڑھ لاکھ عوام اہل سنت نے شرکت کی۔ ملک کا کوئی گوشہ ایسا نہ تھا جہاں کے مشائخ سمٹ کر وہاں نہ آگئے ہوں۔ اس اجلاس میں مسلمانوں کو پاکستان کے قیام کے مقصد و غایت سے روشناس کرایا گیا۔ بنارس کا خطبہ استقبالیہ حضرت محدث اعظم ہند کچھوچھوی نے ارشاد فرمایا تھا وہ ایک عظیم شاہکار ہے۔ اس تاریخی اجتماع کی صدارت بھی حضرت امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری قدس سرہ نے فرمائی۔ پانچ ہزار علماء و مشائخ و مدرسین کے اجتماع میں منظور شدہ قراردادوں کو اجتماع عام میں سنایا جاتا رہا۔ تمام اہل بصیرت کا اس پر اتفاق ہے کہ علماء و مشائخ کا اتنا عظیم اجتماع، پاک و ہند میں کبھی چشم فلک نے نہ دیکھا تھا۔

اس عظیم الشان اور فقید المثال اجلاس میں حسب ذیل قرارداد بالاتفاق منظور کی گئی۔

قرارداد برائے پاکستان

۱- آل انڈیا سنی کانفرنس کا یہ اجلاس مطالبہ پاکستان کی پر زور حمایت کرتا ہے اور اعلان کرتا ہے کہ علماء و مشائخ اہلسنت اسلامی حکومت کے قیام کی تحریک کو کامیاب بنانے کے لئے ہر امکانی قربانی کے واسطے تیار ہیں اور یہ اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ ایک ایسی حکومت قائم کریں۔ جو قرآن کریم اور حدیث نبویہ کی روشنی میں فقہی اصول کے مطابق ہو۔

۲- یہ اجلاس تجویز کرتا ہے کہ اسلامی حکومت کے لئے مکمل لائحہ عمل مرتب کرنے کے لئے حسب ذیل حضرات کی ایک کمیٹی بنائی جاتی ہے۔

قرآن پاک کی اشاعت
میں سرمایہ لگا کر
معقول نفع منافع حاصل کریں
تفصیلات مفت
قرآن کمپنی لمیٹڈ
۳۸ اردو بازار لاہور فون ۶۸۷۱۸ ۵۳۸۴۹

(۱) حضرت شاہ سید ابوالمحامد سید محمد محدث اعظم ہند کچھوچھوی (۲) حضرت صدر الافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی (۳) حضرت مفتی اعظم ہند شاہ مصطفیٰ رضا خاں بریلوی (۴) حضرت صدر الشریعہ مولانا محمد امجد علی (۵) حضرت مبلغ اسلام شاہ عبدالعلیم صدیقی میرٹھی (۶) حضرت مولانا عبدالحامد بدایونی (۷) حضرت دیوان سید آل رسول علی خاں سجادہ نشین اجمیر شریف (۸) حضرت مولانا ابوالبرکات سید احمد صاحب لاہور (۹) حضرت خواجہ محمد قمرالدین سیالوی شریف (۱۰) حضرت پیر عبدالرحمان بھرچونڈی شریف (۱۱) حضرت پیر محمد امین الحسنات مانکی شریف (۱۲) خان بہادر حضرت الحاج بخشی مصطفیٰ علی خاں مدراس (۱۳) حضرت مولانا ابوالحسنات سید محمد احمد لاہور۔

علاوہ یہ اجلاس کمیٹی کو اختیار دیتا ہے کہ مزید نمائندوں کا حسب ضرورت و مصلحت اضافہ کرے۔ یہ لازم ہوگا کہ اضلاع میں تمام صوبہ جات کے نمائندے لئے جائیں گے

تاریخ شاہد ہے کہ اس کانفرنس کے بعد پورے ملک میں شہر شہر اور گاؤں گاؤں سنی کانفرنسوں کا انعقاد ہوا۔ اور عوام کو پاکستان کے حصول کے لئے تیار کیا گیا حتیٰ کہ ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کو ہم نے سورج سے بھی روشن منزل کو پالیا۔

(سوانح حیات صدر الافاضل ص ۱۸۹)

(سیرت امیر ملت ص ۴۴۵)

برصغیر پاک و ہند کی تقسیم کے بعد دونوں ملکوں کی حکومتوں میں باہمی بد اعتمادی کا ہونا یقینی تھا ایک فطری امر تھا۔ آل انڈیا سنی کانفرنس کی تنظیم کو دونوں ملکوں میں اپنے اپنے حال پر قائم رکھا جاتا۔ تو تنظیم کے لئے گوناگوں مشکلات تھے اور یقیناً دونوں ملک شک ہی کی نظر سے دیکھتے۔ اس لئے پاکستان میں مارچ ۱۹۴۸ء کو مدرسہ انوار العلوم ملتان میں علماء اہل سنت کا ایک اجتماع منعقد ہوا اور اس کا نام بدل کر جمعیت علماء پاکستان رکھ دیا گیا۔ اور حضرت علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد سابق [illegible] سنی کانفرنس کو مرکزی صدر اور حضرت علامہ احمد سعید کاظمی کو ناظم اعلیٰ مقرر کیا گیا۔ اس طرح پاکستان میں سنی کانفرنس کی تنظیم جمعیت علماء پاکستان کے نام سے موسوم ہو گئی۔

۱۹۷۰ء کے انتخابات کا مرحلہ آیا تو یحییٰ خان کی [illegible] حکومت کے سبب کمیونسٹوں سوشلسٹوں اور ملحدوں نے [illegible] نظام مصطفیٰ اور مقام مصطفیٰ کے خلاف [illegible] شروع کر دی۔ اسلام کے قانون اور کانگریسی ذہنیت رکھنے والے [illegible] ملک میں [illegible] یہاں تک کہ مولانا عبدالحمید خاں بھاشانی نے [illegible] عوامی پارٹی کے زیر اہتمام ٹوبہ ٹیک سنگھ میں ۲۳ مارچ کو کسان کانفرنس منعقد کر کے شہر کا نام [illegible] رکھ دیا اور اس کانفرنس میں اسلام اور وطن عزیز کے خلاف خرافات بکی گئیں۔ اور اعلان کیا گیا کہ اس ملک میں سوشلزم کی حکومت ہوگی۔

اپنے آپ کو مفکر اسلام کہلانے والے اور اسلام کے [illegible] الفاظ [illegible] ڈال کر بیٹھ گئے۔ سوشلسٹوں [illegible] کی زندگی [illegible] کر

اسلامی قوانین کا شہرہ آفاق اور مایہ ناز مجموعہ

فتاویٰ عالمگیریہ

جسے اورنگ زیب عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ کے حکم سے نامور علماء اسلام کی عظیم جماعت نے ترتیب دیا۔

● زندگی کے ہر شعبہ پر حاوی اور اسلام کے تفصیلی احکام کا بے نظیر مجموعہ۔

● حاشیہ پر فتاویٰ بزازیہ اور قاضی خان کی موجودگی نے اس مجموعہ کی افادیت کو چار چاند لگا دیے ہیں۔

آج ہی طلب فرمائیے ورنہ دوسرے ایڈیشن کا انتظار کرنا پڑے گا

نورانی کتب خانہ ـــ بازار قصہ خوانی، پشاور

آل انڈیا سنی کانفرنس کا نام بدل کر جمعیت علماء پاکستان رکھ دیا گیا

دی۔ مفتی محمود صاحب اپنی پوری جماعت سمیت کمیونسٹوں اور سوشلسٹوں کی گود میں بیٹھے تھے تو لوگ حیران تھے کہ کیا اب اس ملک سے اسلام کا نام ختم ہو جائے گا۔ ناگاہ علمائے اہلسنت نے انگڑائی لی اور وقت کے اس عظیم اور خطرناک فتنے کا مقابلہ کرنے کے لئے ٹوبہ ٹیک سنگھ میں سنی کانفرنس کے انعقاد کا اعلان کر دیا۔ چنانچہ ۱۳-۱۴ ؍ جون ۱۹۷۰ء کو ملک کی یہ تاریخی کانفرنس منعقد ہوئی اور خوب ہوئی۔

اس کانفرنس میں پشاور سے لے کر کراچی تک کے علماء و مشائخ نے شرکت کی جن کی تعداد پانچ ہزار سے متجاوز ہے۔ پانچ چھ لاکھ سے زائد فرزندانِ توحید نے شرکت کر کے کانفرنس کی رونق کو دوبالا کیا۔ دو روز تک ٹوبہ ٹیک سنگھ کی فضائیں اللہ اکبر اور درود و سلام کی روح پرور صداؤں سے گونجتی رہیں۔

اس کانفرنس میں حضرت خواجہ محمد قمر الدین سیالوی کو جمعیت علماء پاکستان کا صدر اور علامہ سید محمود احمد رضوی کو ناظم اعلیٰ منتخب کیا گیا۔ تمام علماء و مشائخ نے مذہب و ملت کے دشمنوں کو للکارا، سوشلزم اور کمیونزم کا ناطقہ بند کرنے کا عہد کیا۔ اس کانفرنس کے مختلف اجلاسوں کی مختصر تفصیل کچھ یوں ہے۔

۱۳ ؍ جون کو سہ پہر چار بجے پہلا اجلاس حضرت مولانا پیر محمد قاسم مشوری (سندھ) کی زیرِ صدارت شروع ہوا۔ جس میں حضرت علامات بالا [illegible] اور پیر [illegible] مہمان خصوصی اور حضرت پیر فضل عثمان مجددی مہمان خصوصی تھے۔ سٹیج پر سینکڑوں جید علماء اور مشائخ جلوہ افروز تھے۔ علامہ محمود احمد رضوی نے خطبہ استقبالیہ پیش کیا اور اعلان کیا کہ کانفرنس میں شریک پانچ ہزار سنی علمائے کرام و مشائخ عظام اور لاکھوں فرزندانِ توحید پاکستان میں اسلام کے سوا کوئی دوسرا نظام قبول نہیں کریں گے۔ خطبہ استقبالیہ کے بعد مولانا غلام علی اوکاڑوی اور علامہ خدا بخش اظہر شجاع آبادی نے واشگاف الفاظ میں اس امر کا اظہار کیا کہ جمعیت علماء پاکستان اس ملک میں اسلامی نظام قائم کرے گی اور یہ کانفرنس سوشلزم کا مدفن ثابت ہو گا۔ مقررین نے اعلان کیا کہ آئندہ انتخابات میں جمعیت بھرپور حصہ لے گی اور صرف اسلامی کردار کے حامل افراد کو ہی کامیاب ہونے دے گی۔

دوسرا اجلاس [illegible] مفتی اعظم پاکستان سید ابو البرکات کی صدارت میں شروع ہوا۔ اس اجلاس میں علامہ سید احمد سعید کاظمی، [illegible] قادری، مولانا ابو داؤد محمد صادق، پیر حبیب الرحمن ذاکر و دیگر علمائے کرام نے اسلام اور اشتراکیت کے بنیادی نظریاتی اختلاف پر روشنی ڈالی اور دینی نظام کے [illegible] والی قوتوں کا ڈٹ کر مقابلہ کرنے کا عزم کیا۔

۱۴ ؍ جون کے اجلاسوں سے علامہ محمود احمد رضوی، مولانا شاہ احمد نورانی، شاہ عارف اللہ میرٹھی، مولانا مختار الحق صدیقی، پیر صاحب دیول شریف، مولانا سعادت علی قادری، خواجہ محمد قمر الدین سیالوی، پیر محمد قاسم مشوری، حضرت مولانا فضل الرحمن مدنی و دیگر علماء کرام نے خطاب کیا اور سوشلزم کو کفر قرار دیا اور ٹوبہ ٹیک سنگھ کو دار الاسلام کے نام سے تعبیر کیا۔

اس کانفرنس میں مندرجہ ذیل قرار دادیں منظور کی گئیں۔

۱۔ کانفرنس نے بھارت میں مسلمانوں کے قتل عام پر گہری تشویش کا اظہار کرتے ہوئے حکومت پاکستان پر زور دیا کہ وہ مظلوم مسلمانوں کے جان و مال کے تحفظ کے لئے موثر کارروائی کرے۔ بھارتی حکومت اگر اس سلسلے میں کوئی معقول رویہ اختیار نہیں کرتی تو اس سے سفارتی تعلقات ختم کر لئے جائیں۔ مزید برآں بھارت کے مظلوم مسلمانوں کو پناہ دینے کے لئے ان پر پاکستان کی سرحدیں کھول دی جائیں اور ان کے مستقل تحفظ کے لئے مشرقی پنجاب، مغربی بنگال اور آسام کے علاقے بھارت سے حاصل کئے جائیں۔ اگر یہ مقصد پرامن ذرائع سے حل نہ ہو تو حکومت پاکستان بھارت کے خلاف اعلانِ جہاد کرے۔

۲۔ کشمیریوں کے حق خود ارادیت کی حمایت کی گئی اور حکومت پاکستان سے مطالبہ کیا گیا کہ وہ کشمیر کے سلسلے میں اپنی ذمہ داریاں پوری کرے اور کشمیریوں کو یقین دلایا گیا کہ پاکستانی عوام ان کے دوش بدوش بھارتی جبر و استبداد کے خلاف جنگ لڑیں گے۔

۳۔ کانفرنس نے یہودیوں کی جارحانہ کارروائیوں اور بیت المقدس پر اسرائیل کے غاصبانہ قبضہ پر انتہائی غم و غصہ کا اظہار کیا اور اعلان کیا کہ قبلۂ اول کی آزادی کے لئے سنی عوام اپنے عرب بھائیوں کے ساتھ ہر قربانی دیں گے۔

۴۔ کانفرنس نے حکومت پاکستان سے مطالبہ کیا کہ اسلام اور نظریہ پاکستان کی مخالف جماعتوں کو خلاف قانون قرار دیا جائے۔ مزید برآں ایسی سیاسی جماعتوں کو جنہیں بیرونی ممالک سے امداد ملتی ہے۔ ان کا پولیٹیکل پارٹیز ایکٹ ۱۹۶۲ء کے تحت محاسبہ کیا جائے۔

۵۔ کانفرنس نے واشگاف الفاظ میں یہ اعلان کیا کہ سواد اعظم، اسلام اور نظریہ پاکستان کے خلاف ایک لفظ بھی برداشت نہیں کریں گے

۶۔ اجلاس نے حکومت پر زور دیا کہ امریکی سفیر متعینہ پاکستان کو واپس بھیج دیا جائے۔ انہوں نے مشرقی پاکستان میں پمفلٹ تقسیم کئے ہیں جن میں مشرقی و مغربی پاکستان سے علیحدگی کے لئے جذبات کو ابھارا گیا ہے۔ اجلاس نے امریکی سفیر کی اس حرکت کو ملکی سالمیت کے خلاف ایک چیلنج قرار دیا۔

۷۔ کانفرنس نے مطالبہ کیا کہ عائلی قوانین، خاندانی منصوبہ بندی اور دیگر خلاف اسلام قوانین کو منسوخ کیا جائے۔

۸۔ محکمہ اوقاف کی مساجد سے جن سنی علماء کو علیحدہ کیا گیا ہے۔ ان کو بحال کیا جائے اور فوج اور پولیس میں سنی علماء کا تقرر کیا جائے۔

۹۔ اجلاس نے وزیر اطلاعات نوابزادہ شیر علی خان سے مطالبہ کیا کہ ریڈیو، ٹی وی پر فلمی اور [illegible] پروگراموں کی اصلاح کی جائے۔ دینی اخلاقی اور قومی پروگراموں کی ترویج کی جائے۔

۱۰۔ مشرقی پاکستان میں جلاؤ اور گھیراؤ کی پالیسی کی مذمت کی گئی اور اس کے مرتکب افراد کے خلاف سخت اقدامات کا مطالبہ کیا گیا۔ اور حکومت پر زور دیا گیا کہ وہ ملکی امن کے دشمنوں سے کوئی نرمی روا نہ رکھے اور ان کے خلاف مارشل لاء کی مشینری کو حرکت میں لایا جائے۔ جمعیت نے امن و امان کی بحالی کے لئے رضا کار کور قائم کرنے کا بھی فیصلہ کیا جو ملکی سالمیت کے سلسلے میں حکومت کے ساتھ پورا تعاون کرے گی۔ (۱)

(۱۔ روزنامہ نوائے وقت، ندائے ملت، مشرق، کوہستان، امروز لاہور بابت ۱۴، ۱۵ ؍ جون ۱۹۷۰ء)

محمد جلال الدین قادری

آل انڈیا سُنی کانفرنس

پس منظر ——— اور ——— مقاصد

ہندوستان میں سوادِ اعظم کی قلت اور فسادات کے باعث مسلمانوں میں نئے نئے فتنے سر اٹھا رہے تھے اور متعصب ہندوؤں نے تمام مسلمانانِ ہند کو ہندو بنانے یا انہیں ملک سے نکال پھینکنے کے لئے دام ہمرنگ زمین بچھا دیا تھا۔ مسلمانوں کو اسلام سے برگشتہ کرنے کے لئے کبھی شدھی کی تحریک سازش کی جاتی اور کبھی سنگھٹن کی صورت میں مسلمانوں کا خون بہانے کے لئے کبھی اذان کو بہانہ بنایا جاتا اور کبھی گائے کی قربانی کو۔ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخیاں مساجد کا انہدام اور قرآن پاک کی توہین روز مرہ کا معمول بن چکی تھی۔ ہندوؤں کے اشارے پر کچھ نام نہاد مسلمان ہجرت اور عدم تعاون کی تحریکیں چلا کر برصغیر میں مسلمانوں کی قوت کو کمزور کرنے کے لئے کوشاں تھے سوراج اور آزادی کے نام پر گاندھی جی کو مسلط کیا جا رہا تھا جس کا مقصد ہندوؤں کا تسلط تھا اور علماء اسلامیہ کو ختم کرنے کے لئے واردھا سکیم اور ودیا مندر سکیم جیسے منصوبے اپنائے جا رہے تھے اور متحدہ قومیت کے نام پر مسلمانوں کے ملی تشخص کو ختم کرنے کی سازش کی جا رہی تھی۔

ان حالات و واقعات نے سنی علماء و مشائخ کے قلب کو تڑپا کر رکھ دیا اور ان مظلوم پریشانیوں نے انہیں مجبور کر دیا کہ وہ ایک پلیٹ فارم پر متحد ہو کر ملت اسلامیہ کی راہنمائی کا فریضہ انجام دیں۔ قیادت کے علم [illegible] استبداد کے خلاف زیادہ دیر تک [illegible] اور [illegible] زیادہ دیر کے منصب تک پہنچا دیں، حوادث و واقعات کی گتھی سلجھا دیں اور بیگانگی و کلمہ گویوں کی برتی شر پسندی کو معدوم کر دیں۔ غلامانِ مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے خواب غفلت کی بیداری کو اللہ و رسول (جل جلالہ و صلی اللہ علیہ وسلم) کے نقش [illegible] سے کافور کر دیں۔ کانگریسیوں، احراریوں، خاکساروں اور ہندو مسلم اتحاد کے داعیوں کے منصوبے خاک میں ملا دیں۔ ان لوگوں کو جو گاندھی کے قدموں کا کشکول بنے بیٹھے تھے، سوادِ اعظم کے قدموں کے ساتھ ملا دیں۔ اسلامیان ہند کے قلب حزیں کو جھڑ پاسکیں، اتحاد و [illegible] نظم کی باعلماء و دینی اعزاز عطا کریں۔ ضرورت اس امر کی تھی کہ مسلمانوں کی فلاح و بہبود شریعت کے مطابق ان کی مشکلات حل کرنے، دینی کی طرف سے بے پرواہی اور غفلت کو دور کرنے اور باہمی اتفاق و اتحاد کے لئے ایک مرکز ہو جو ہر معاملہ میں ان کی راہنمائی کرے معاملات ملکی ہوں یا سیاسی، معاشرتی یا اقتصادی، انفرادی ہوں یا اجتماعی، بہرحیثیت ان اسباب کا خاتمہ کیا جائے جس سے مسلمانوں کی ترقی مفقود ہو۔

مذکورہ بالا صورت حال کو مد نظر رکھتے ہوئے سنی علماء و مشائخ نے سوادِ اعظم اہلسنت و جماعت کے احیاء اور عاشقانِ رسول کو خالص سنی انجمن کے لئے دعوت دی چنانچہ اہل سنت کا بے نظیر اجتماع، برصغیر کے جید علماء و مشائخ اور خالص ایوانِ سنت کا آغاز الجمعیۃ العالیۃ المرکزیہ یعنی آل انڈیا سنی کانفرنس کے نام سے موسوم کی اس ملک گیر تنظیم کا پہلا اجلاس ۲۰ شعبان ۱۳۴۳ شعبان ۱۳۴۳ھ بمطابق ۱۶ مارچ ۱۹۲۵ء منعقد ہوا۔ سنیوں کی اس مرکزی، قومی جماعت کی تشکیل میں علماء و مشائخ کی دو منتخب کوششیں بالعموم اور صدر الافاضل مولانا سید نعیم الدین مراد آبادی کی مساعی بالخصوص قابل ذکر ہیں علامہ عبد المصطفےٰ ازہری نے تقریباً ربع صدی قبل ایک مضمون بعنوان "دو علماء اہلسنت اور سیاست ہند" تین [illegible] میں آل انڈیا سنی کانفرنس کے پس منظر کو بیان کرتے ہوئے علمائے اہل سنت کی سیاسی بصیرت اور ان کے عملی اقدامات کو تاریخی طور پر ثابت کیا۔ اس مضمون کو مندرجہ ذیل تین ذیلی عنوانات میں تقسیم کیا گیا

(الف) [illegible]

(ب) تحریک خلافت اور

(ج) مطالبۂ پاکستان

اس مضمون کا ایک اقتباس ملاحظہ فرمائیں

"تحریک خلافت کے بعد جب مسلمان منتشر غیر منظم تھے جگہ اتحاد ملت مفقود [illegible] ان پر مسلط ہو چکا تھا۔ ادھر ملک کے سیاسی حالات بڑی تیزی کے ساتھ انقلاب آرہا تھا۔ جس کا لازمی نتیجہ سیاسی اصلاح کی بنا پر ہندو جماعتوں اور انگریز سامراج کا دونوں میں [illegible] کا سودا ہو رہا تھا۔ شدید خطرہ پیدا ہو گیا تھا کہ مسلمانانِ برصغیر کی بساط سیاست پر کہیں ہمیشہ کے لئے مات نہ کھا جائے جس پر ہزار سال تک انہوں نے جاہ و جلال عدل و انصاف کے ساتھ اس نے حکمرانی کی ہے۔ ہندو کانگریس اسلام کی بیخ کنی اور مسلمانوں کی حق تلفی کے درپے تھی اور اپنی اکثریت و دولت کے بل پر اسلامی تہذیب بلکہ مسلمانوں کے ملی وجود کو بھی نیست و نابود کر دینے کا تہیہ کر چکی تھی۔ ادھر علماء دیوبند جمعیۃ العلماء ہند کی بنیاد [illegible] ایما پر [illegible] میں چلی تھی اور اپنی ذریعہ لیڈروں کی بدولت [illegible] ملک میں مسلم اقلیت کے اندر انتشار و خانہ جنگی کرنے میں [illegible] کا کام کر رہی تھی۔ [illegible] مسلم لیگ [illegible] اہل سنت کے بجائے سب [illegible] پاکستان کو [illegible] جماعت تھی مسلمان راہ حق کی تلاش میں حیران و سرگرداں تھا۔ اسے [illegible] کی تھی۔ [illegible] آپ حیران اور [illegible]

[illegible] بہ بہ کر [illegible] تھا مگر [illegible] مایوسی [illegible] اپنے منصب [illegible] دکھاتی تھی۔ قریب تھا کہ [illegible] کے مل میدان میں قوم مسلم کے پاؤں اکھڑ جاتے اور ہمیشہ کے لئے حریت ٹوٹ جاتی [illegible] نے قوم مسلم کی دستگیری کی اور یہی اس وقت علماء اہل سنت، جمہوریت اسلامیہ نے پاکستان کا مطالبہ کر کے مسلمانانِ ہند کی [illegible] [illegible] کی سیاسیات ہند کا نقشہ ہی بدل گیا اور ہندو کانگریس کی بے پناہ زور پاشیوں اور تمام ملک و ملت کی انتہائی غداریوں کے علی الرغم پاکستان کے مطالبہ کو علم سیاست کے میدان میں ایسی شاندار کامیابی نصیب ہوئی جو تاریخ جماعت میں بے مثال ہے۔"

یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ صرف دنیائے ہندوستان بلکہ بیرون ملک بھی جو زبردست [illegible] اسلامی سیاست و مطالبہ پاکستان کو حاصل ہے

مسلم لیگ اور آل انڈیا سنی کانفرنس کا اتحاد مخالفین پاکستان کے لیے کوہ گراں ثابت ہوا

علماء و مشائخ اہل سنت کی سیاسی جماعت کا نام آل انڈیا سنی کانفرنس ہے جس کا دوسرا نام جمہوریت اسلامیہ ہے۔ سنی کانفرنس کے

(اخبار دبدبہ سکندری رامپور ۔۔۔ ۱۹۴۶ء)

آل انڈیا سنی کانفرنس کے مقاصد کا خلاصہ درج ذیل ہے۔

۱۔ برصغیر کے سنی مسلمانوں کی کثیر تعداد کے انتشار کو دور کرکے ان کو منظم کرنا۔

۲۔ انفرادی طور پر مذہبی اور تبلیغی کام کرنے والوں میں رابطہ پیدا کرکے متحدہ قوت بنانا۔

۳۔ برصغیر کے تمام شہروں، قصبات اور دیہات میں اسلامی انجمنیں بنانا اور موجودہ انجمنوں کو جمعیت عالیہ کے ساتھ وابستہ کرنا۔

۴۔ تبلیغی تربیت کے لئے خاص مدارس کا اجرا

۵۔ تبلیغی کام کو منظم اور وسیع کرنا۔

۶۔ مذہبی تعلیم سے ہر مسلمان کو باخبر کرنا۔

۷۔ انگریزی خواں طلباء کے لئے مذہبی تعلیم کا خاص انتظام کرنا۔

۸۔ ۔۔۔ مدارس اور پیشہ ور افراد کے لئے خاص مدارس جاری کرنا۔

۹۔ مسلمانوں کو تجارت کی طرف مائل کرنا، ان کی معاشرت کی اصلاح کرکے مسلمانوں سے ہی اشیاء خریدنے کی طرف رغبت دلانا۔

۱۰۔ مسلمانوں سے قرض کی عادت چھڑانا اور غیر اقوام سے قرض لینے سے بچاؤ کی تدابیر کرنا۔

۱۱۔ مقروض مسلمانوں کے لئے محدود مدت میں قرض ادا کرنے کے طریقے۔

۱۲۔ بیکار مسلمانوں کے لئے ذرائع معاش مہیا کرنا اور انہیں کام مہیا کرنا۔

(ماہنامہ السواد الاعظم مرادآباد ۔۔۔ ۱۹۴۶ء)

آل انڈیا سنی کانفرنس کے قیام سے پہلے ہی سے ملک کے گوشے گوشے میں اس کے اجلاس منعقد ہوتے تھے۔ شہر شہر، قریہ قریہ تنظیمیں ۔۔۔ مقامی، ضلعی، صوبائی اور مرکزی سطح پر اس کے اجلاس منعقد ہوتے رہے۔ سنی کانفرنس کے اجلاس مختلف ۔۔۔ منعقد ہوتے رہے جن کی وسیع و عریض تفصیل ۔۔۔ ہے۔

جن بڑے اجلاسوں نے آل انڈیا سنی کانفرنس کی آواز بلند کی ان میں چند یہ ہیں۔

۱۔ سنی کانفرنس کی تشکیل نو کا اجلاس
۲۔ سنی کانفرنس کا سالانہ اجلاس
۳۔ سنی کانفرنس کا ۔۔۔ خصوصی اجلاس
۴۔ اہل سنت وجماعت کے ۔۔۔ اجلاس
۵۔ مدارس اہل سنت کے طلباء کے عظیم الشان اجتماعات
۶۔ جامع محفل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم
۷۔ گیارہویں شریف کی محافل
۸۔ بزرگان دین کے اعراس مبارکہ
۹۔ مسلم لیگ کے اجلاس
۱۰۔ مختلف مذہبی اور اصلاحی انجمنوں کے اجلاس

ان سنی کانفرنس کے اجلاسوں نے تحریک پاکستان کو ۔۔۔ ۱۹۴۶ء ۔۔۔ اور تحریک پاکستان میں بڑا کردار ادا کیا۔ چونکہ آل انڈیا سنی کانفرنس قیام پاکستان کو اپنی منزل اور دینی فریضہ سمجھتی تھی۔ اس لئے اس کے ۔۔۔ مسلم لیگ اور آل انڈیا سنی کانفرنس کے درمیان تعاون ۔۔۔ قیام پاکستان کے مخالفین کے مقابلے میں کوہ گراں ثابت ہوئی۔ ان دونوں جماعتوں کی حیثیت جسم و جان ۔۔۔ کی سی تھی اور ان کے اکثر مشترکہ اجلاس منعقد ہوتے تھے۔

مورخین، محققین اور تاریخ "تحریک پاکستان" سے شغف رکھنے والے
وطن دوستوں کے لیے
نادر معلومات اور بیش قیمت حقائق کا لازوال خزینہ

خطبات آل انڈیا سنی کانفرنس

۱۹۲۵ء ـــــــ ۱۹۴۷ء

(صفحات ۳۵۰) (قیمت ۲۱ روپے)

مرتبہ: محمد جلال الدین قادری

جس میں تحریک پاکستان کے گمنام گوشوں پر سے پردہ اٹھایا گیا ہے
دور حاضر کی ایک عظیم تصنیف ہے

- قیام پاکستان کا حقیقی پس منظر
- علمائے اہل سنت کی سیاسی بصیرت کا منہ بولتا ثبوت
- وطنیت پرست علماء کے کردار پر حقیقت پسندانہ تبصرہ
- آل انڈیا سنی کانفرنس ـــ دو قومی نظریہ کی داعی جماعت قیام کے اسباب و عوامل
- آل انڈیا سنی کانفرنس ـــ اور تحریک تقسیم بنگال
- خطبات آل انڈیا سنی کانفرنس ـــ برصغیر میں بسنے والے مسلمانوں کو حقیقی جستجو کے حالات کا تجزیہ
- قائد اعظم کا علمائے اہل سنت کی سیاسی بصیرت اور ملی خدمات کا اعتراف

نفیس کتابت، دیدہ زیب طباعت، اعلیٰ کاغذ، مضبوط اور خوبصورت جلد

ملنے کا پتا: مکتبہ رضویہ، ریلوے روڈ گجرات

راجا رشید محمود

سُنّی کانفرنس کے شرکاء کیلئے خاص مضمون

نکل کر خانقاہوں سے ادا کر رسمِ شبیری

علامہ محمد اقبالؒ کا تصوف، جسے آج کل زیادہ تر سبک سین ظاہری رسوم سمجھا جاتا ہے، جس کے باعث اس کے تجسیم سے لیس ہوں، لوگ اس کے مخالفوں کی فہرست میں شامل ہونے میں عافیت سمجھتے ہیں۔ اس کے مخالفوں میں جو اپنے مقصد وحدانیت کا دشمن ہوتا ہے۔ ہم نے ایسے صاحبانِ علم سے جو حالات کے تناظر کو سمجھتے ہیں، قلم اور اس کی سطروں کی قسم کھا کر اپنے ذاتی اور گروہی یا جماعتی مفادات کی خاطر دنیا میں سرخروئی اور سرفرازی کے لیے خاموش رہا کرتے ہیں۔ بڑے بڑے گردن مستے دیکھا ہے۔ یہ حقیقت راز کی حیثیت نہیں رکھتی کہ محض اچھالنے والے قلمکاروں کو اپنے زر سے حصولِ مراد کی خاطر کوئی خاص تردد نہیں کرنا پڑتا اور اپنے ڈھنڈورہ، گروہ اور جماعت کو اچھالنے اور اجلنے میں معروف اہلِ قلم نے خاص افادہ سے ادا سنا لیا ہے۔ غرض یہ کہ انہوں نے یہ سبق سیکھا ہی نہیں۔ اپنی روح و وجدان میں سمو لیا ہے کہ جھوٹ اتنا بولو، اس قدر تواتر و تسلسل سے بولو کہ اس پر سچ کا گمان ہونے لگے اور عوام اسے سچ سمجھنے لگیں۔ جو جاتے ہیں۔ جن لوگوں نے اس "نسخۂ خاص" کو حرزِ جان بنا لیا ہے وہ "تاریخ ساز" بن گئے۔ یعنی وہ خود تاریخ گھڑنے میں مصروف ہیں اور وسائل کی کثرت نے اور اس احساس کی شدت نے کہ مغرب سے درآمد کردہ اس دوا سے "تنِ مردہ میں جان ڈالی جا سکتی ہے" — وہ قوم کا رونا رونے کا گاتے میں شب و روز مصروف رہا۔

جن لوگوں پر مغرب کے اس "نسخۂ جاں فزا" کا جادو نہیں چلا، اس کی دوسری بڑی وجہ یہ ہے کہ انہیں دو آتشہ افکار سے کبھی شغف نہیں رہا جس میں اسلام کی حقانیت پر اور اس راہِ صواب کی راستی پر پختہ یقین ہے جسے ہمیشہ بزرگ وہ اور ان کے آبا چلتے رہے ہیں اور گامزن ہیں۔ [illegible] انہوں نے دوسرے بزرگوں کی طرح اس سفر سے بھی غرض ہے اس پر راہ چلنے والوں کو انہوں نے اچھا دیکھا۔ مگر اپنی نا کردہ کاری کی وجہ سے یہی بتایا کہ اپنے کارناموں اور اپنی کارکردگیوں کو۔ انہوں نے حالات کو ضبطِ تحریر میں لائے انہوں نے جب تحریری صلاحیت پر جھوٹ کی حکمرانی دیکھی تو گوشہ نشین ہو گئے — اور میرے نزدیک ان کی یہی "بے عملی" ہی تھی جسے انہوں نے "عمل" ہی کو سمجھ کر دین و ملت پر ابتلا و آزمائش کے ہر دور میں لوگوں کی درست سمت میں راہنمائی کی۔ اسلام یا اسلام کو ایک حسن بنانے کی خاطر کوئی مملکت حاصل کرنے کی تگ و دو میں یا غیروں کی غلامی سے مسلمانوں کو بچانے کی خاطر یا اللہ کی حاکمیتِ اعلیٰ کو منوانے کے لیے یا تحفظِ ناموسِ مصطفیٰ (علیہ التحیۃ والثنا) کے مقصد کے حصول میں جب بھی کسی قربانی کی ضرورت پڑی تو انہوں نے جان، مال اور آبرو کو نثار کر دیا۔ مگر اپنی قربانیوں کو تاریخ کے صفحات میں پڑھیں۔ انہوں نے جان و مال و آبرو کو نثار کر دیا۔ مگر اپنی قربانیوں کو تاریخ کے صفحات میں محفوظ کرنے کو کارِ بے خیر جانا اور اس سے نفور رہے۔

قرطاس و قلم کی دنیا میں جھوٹ کی حکمرانی سے نفرت بجا تھی مگر اس نفرت کے اظہار کا یہ انداز کہ قرطاس و قلم کی دنیا سے اپنی قربانیاں، اپنے کارنامے بھی الگ رکھے جائیں، مناسب نہ تھا۔ ضرورت اس بات کی تھی کہ باطل کی طرح حق بھی اس معرکۂ کارزار میں کود پڑتا اور اِنَّ الْبَاطِلَ کَانَ زَھُوْقًا کے مصداق باطل کو راہِ فرار اختیار کرنی پڑتی۔

چنانچہ اس نا کردہ کاری نے غلط کو غلط کی صحت سے محروم [illegible] اور ان کردہ کو ایسا سمجھا ہے کہ وہ تحریف [illegible] وہ جہاں سے نقیب بن بیٹھے ہیں اور اہل [illegible] کا باعث بن رہے ہیں۔ سوادِ اعظم اہلِ سنت و جماعت کو "فرقہ" کہہ کر وہ دین و تعلیماتِ دین کا مذاق اڑانے کا باعث بن رہے ہیں۔ انہیں مسائل کی تبلیغات اور تحریر کردہ صفحات کی کثرت نے گویا حقائق کو مسخ کر ڈالنے کا عمل [illegible] وہی ہے سرکارِ دو عالم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اور اپنے اصحاب کے طریق پر چلنے والوں کو حق پر قرار دیا۔ آقا نے فرمایا کہ جب امت میں اختلاف رونما ہو تو تم میرے اور خلفائے راشدین کے طریقے کو اختیار کرو۔ اس کے علاوہ [illegible] کو ہے۔ پھر فرمایا تم سوادِ اعظم یعنی بڑی جماعت کی پیروی کرو۔ جو اس سے جدا ہوا، وہ جہنمی ہے۔ مرقات شرح مشکوٰۃ شریف میں اس حدیث کی شرح میں ہے کہ "سوادِ اعظم جماعتِ کثیر سے عبارت ہے۔ اس سے مراد وہ ہے جس پر اکثر اہلِ اسلام ہیں" یعنی سرکارِ دو عالم فخرِ موجودات علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات کے مطابق قرآن و سنت اور جماعت کی پیروی کرنے والی بڑی جماعت (اہلِ سنت و جماعت) حق پر ہے۔ لیکن کچھ لوگوں کو سرکار کے احکام و ارشادات کے علی الرغم اپنے قلم کے زور پر یہ کام سونپا گیا ہے کہ وہ اکثریت یعنی اہلِ اسلام کو جو آقا اور ان کے ساتھیوں کے نام لیوا اور پیرو ہیں گمراہ، بے دین، فرقہ قرار دے دیں اور اپنے آپ کو حق پر کہیں یا سمجھیں۔

خالقِ کائنات کی تخلیق کی ہوئی ہر چیز اہم بھی ہے اور مفید بھی۔ مگر اس کی افادیت کا تعلق ہمارے طریقِ استعمال سے ہے۔ [illegible] خدا نے انہیں دی ہیں ان لوگوں کو دیکھیں۔ انہیں اچھے کاموں کیلئے استعمال کریں تو یہ اچھا ہے بصورتِ دیگر ان کا غلط استعمال ہی انہیں ہمارے لیے مضر بنا دیتا ہے۔ اسی طرح انسانی جسم کی ہر چیز ہے، کائنات کی ہر چیز ہے کہ اس کا استعمال ہی انہیں راستی یا کجی سے ہمکنار

فرماتا ہے۔ خداوندِ کریم و رحیم نے قلم تخلیق کیا۔ تو خود اسی کی قسم کھائی۔ قلم کی تحریر کی قسم کھائی جس سے قلم کی اہمیت بھی واضح ہوتی ہے، اسے ہاتھ میں لینے والے کو ذمہ داری کا احساس دلانا بھی مطلوب ہے۔ اور صحیح معنوں میں قلم کے استعمال کی سمت بھی متعین فرمادی ہے۔ اللہ عزوجل نے عظمت و احوالِ محبوب (صلے اللہ علیہ وسلم) کے اظہار کے لیے سورۂ قلم نازل کی۔ ولید بن مغیرہ نے سرکار کی توہین کی۔ اللہ نے اس کا جواب دیا۔ ولید بن مغیرہ کی خامیاں گنوائیں۔ حتیٰ کہ جس جیسے اللہ تعالےٰ سب سے زیادہ ستار ہے کسی کے حرامی ہونے کا اعلان قیامت تک بھی نہیں کرنا چاہتا، اس جملہ سے بھی واضح طور پر اس کی پردہ دری کر دی اور کہا۔ "بعد ذالک زنیم"۔

یعنی خداوندِ عظیم نے ہمیں سکھایا ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی توہین کا ارتکاب کرنے والا کے خلاف قلم کو استعمال کرنا چاہیے۔ یہی سنتِ خداوندی ہے پھر قرآن مجید حضور کی تعریف و ثنا سے بھرا پڑا ہے۔ خدا کا کوئی کام ہی نہیں تھا سوائے اپنے محبوب پر درود و سلام بھیجنے کے۔ اللہ نے حضور کے ہاتھ کو اپنا ہاتھ، اور ان کی اطاعت کو اپنی اطاعت قرار دیا۔ اس نے حکم دیا ہے کہ حضور کے سامنے اپنی آوازوں کو اونچا نہ کرو۔ ان کا فیصلہ صدقِ دل سے تسلیم نہ کرنے والے مومن نہیں ہیں۔ مگر آپ خود دیکھ لیجیے کہ حضور پرنور کی مدح و ثنا کرنے والے اور حضور کی توہین کرنے والوں سے ہر دو آزمائش میں معروف کون لوگ ہیں اور کیا وہی حق پر نہیں ہیں؟

قرآن کے حق پر ہونے کو کیا جائے کہ انہوں نے قلم و قرطاس سے اپنا رشتہ برقرار رکھا۔ یہ میدان ان لوگوں کے حوالے کر دیا، جنہوں نے نعوذ باللہ نعوذ باللہ اللہ کے محبوب کو مر کر مٹی میں مل جانے والا "کہا" "اپنے جیسا بشر" قرار دیا۔ ان کے علم کو چوپایوں اور پاگلوں کے علم کے برابر کہنے کی جسارت کی۔ ہندوستان میں یہ ایسے گستاخوں کی پیداوار انگریزوں کے دور میں ہوئی۔ اور انہی کی سرپرستی میں پروان چڑھے۔ چنانچہ مرہٹوں اور سلطان ٹیپو کی طاقت کو ختم کرنے کے بعد انگریزوں نے پنجاب سے سکھوں اور سرحد کے غیور پٹھانوں کو راہ سے ہٹانے کے لیے انہی کو استعمال کیا۔ پھر ۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی کا مرحلہ آیا تو اس جنگ میں وہ سب کے سب علماء کرام شامل تھے جو عقیدہ حضرت سید احمد اور حضرت شاہ اسماعیل کے شدید ترین مخالف تھے۔ (مقالاتِ سرسید حصہ نہم دہم میں ۲۵۲) خود وہابیوں کے ترجمان نواب صدیق حسن خان نے "ترجمانِ وہابیہ" (ص ۵۵) میں لکھا۔ غدر میں سواروں اور تلنگوں نے بعض مولویوں سے زبردستی جہاد کے مسئلہ پر مہر کرائی، فتویٰ لیا ... سعدہ مہر کرنے والے اور فتویٰ لکھنے والے بھی خالص وہی لوگ تھے۔ جاہل سنت وا اہل حدیث کو زبردستی "وہابی" نام رکھتے ہیں۔ اسی طرح مولوی محمد حسین بٹالوی نے "الاقتصاد فی مسائل الجہاد" میں انگریزوں کے خلاف جہادِ آزادی میں حصہ لینے کی پاداش میں علماء و عوام اہلِ سنت کو گالیاں دی ہیں۔ مولوی رشید احمد گنگوہی کے تذکرے میں عاشق الٰہی میرٹھی لکھتے ہیں۔ "بعض کے سروں پر موت کھیل رہی تھی انہوں نے کمپنی (انگریزی حکومت) کے امن و عافیت کا زمانہ قدر کی نگاہ سے نہ دیکھا اور اپنی رحمدل گورنمنٹ کے سامنے بغاوت کا علم قائم کیا۔" (حصہ اول۔ ص ۷۳)

یہ تو حقائق کی ایک جھلک ہے۔ اس وقت قلم کے ذریعے جھوٹ کی تبلیغ کے پہلے اسباق پڑھے جا رہے تھے۔ بعد میں جب یہ لوگ فارغ التحصیل ہو گئے۔ تو انہوں نے لکھا کہ یہ لوگ تحریکِ آزادی کے سرخیل تھے۔ تحریکِ مجاہدین کا مقصد انگریزوں سے لڑنا تھا۔ سکھوں اور سرحد کے مسلمانوں سے تو وہ ذرا تحصیل کے لیے لڑ رہے تھے۔ تحریکِ آزادی کے قائد امام علامہ فضلِ حق خیر آبادی کے بارے میں ان کی تحقیق یہاں تک پہنچی کہ علامہ نے انگریز حکومت کے خلاف فتویٰ بھی نہیں دیا۔ عملی بغاوت میں کسی طرح سے کوئی حصہ بھی نہیں لیا، غلطی سے انگریز حکومت نے انہیں انڈمان میں قید کیا، غلطی سے وہ وہیں شہید ہو گئے۔ علامہ احمد اللہ مدراسی، مولانا فیض احمد بدایونی، مولانا مفتی صدر الدین آزردہ اور ہزاروں علمائے اہل سنت کے کارناموں پر پردے ڈالتے ہوئے کام کاغذ کے صفحات سے لیا جا رہا ہے اور تحقیق کا کمال یہ کیا جاتا ہے کہ وہابیوں کے محدثِ اعظم میاں نذیر حسین تو جہاد کے فتوے پر دستخط کرنے سے انکار کرتے ہیں۔ (الحیاۃ بعد المماۃ۔ ص ۱۲۵) اور انگریزوں کے بہی خواہ بنے سرٹیفکیٹوں کو سینے سے لگاتے ہوئے رخصت ہوتے ہیں مگر ان لوگوں کے تاریخ ساز محقق "جہاد کے فتوے پر ان کے دستخط ثابت کرتے ہیں۔

اسی طرح من حیث المجموع یہ پاکستان کے قیام کے مخالف تھے۔ صرف دو حضرات "نفسِ طبع" کی خاطر یا دوسروں سے اپنے کسی جھگڑے کی بنا پر تحریکِ پاکستان کی جدوجہد میں شریک ہو گئے۔ مگر آج ان کے نام لیوا تحریک نیز پاکستان کے ٹھیکیدار ہیں۔ قائداعظم سے اپنی محبت کے ثبوت میں "تاریخ سازی" کرتے ہیں۔ تحریکِ پاکستان کے رہنماؤں کے خلاف لکھی ہوئی تحریریں اپنی کتابوں کے نئے ایڈیشنوں سے حذف کر رہے ہیں۔

غرض سحر و شام قلم کی خدمت لیے ہوئے ہیں اور ادھر اہلِ سنت و جماعت میں سوائے گوجرانوالہ کے ایک صاحب کے، جو انہیں لوگوں کے تربیت یافتہ ہونے کی وجہ سے پاکستان کے مخالف تھے۔ تمام کے تمام سنی علماء و مشائخ نے اجمیر و بنارس میں منعقدہ "سنی کانفرنسوں" میں پاکستان کی حمایت کا اعلان کیا اور برصغیر کے چپے چپے میں اس کے لیے فضا ہموار کی۔

صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مراد آبادی، پیر صاحب مجددیہ سرہند شریف، پیر صاحب آف مانکی شریف، خواجہ قمر الدین سیالوی، پیر جماعت علی شاہ محدث علی پوری، خواجہ سدید الدین، پیر فضل شاہ، علامہ عبد العلیم صدیقی میرٹھی، علامہ عبد الغفور ہزاروی، مولانا ...

بصیرت افروز کتابیں

تمہیدِ ایمان (امام اہلسنت بریلوی)
شعرِ حسنی
فاضل بریلوی علمائے حجاز کی نظر میں (پروفیسر محمد مسعود احمد)
فاضل بریلوی اور ترکِ موالات
تحریکِ آزادی ہند اور السواد الاعظم
اقبال کا آخری معرکہ
مذاہب الاسلام (حکیم مولوی نجم الغنی رامپوری)

رضا پبلی کیشنز

علماء و مشائخ کو اہلسنت کے ترجمان رسائل کی مکمل سرپرستی کرنی چاہیے

مثلاً نیازی، عبدالحامد بدایونی، محدث اعظم پاکستان علامہ ابو الحسنات اور دوسرے بزرگوں نے تحریک پاکستان میں جو بے مثال خدمات انجام دیں ان کا اعتراف ہم سب کو ہے مگر "تاریخ ساز اداروں" نے اپنے خاموش سے اپنی جانب پردہ ڈالنے اور اہلسنت کے روشن کردار کو عوام کی نظروں سے چھپانے کی کیا کیا کوشش نہیں کی۔ یہ ان کی دلیری کی انتہا ہے۔

ابھی گذشتہ برس کی بات ہے۔ تحریک نظام مصطفےٰ میں کوئی مولانا حامد علی خاں، ان کی کوششوں کی ضرورت نہیں سمجھی گئی۔ محض وقتی مفاد کی خاطر اور حافظ محمد تقی کی طرح ان کے کس بے سہارے مجاہد نے سینوں پر گولیاں کھائیں ہیں صاحب زادہ فضل کریم کی طرح کا کوئی نوجوان قائد کیا ان میں بھی نکلا ہے۔ شہزادہ معائب و شدائد کو سب سے پہلے اپنے سینے پر برداشت کیا ہو۔ فکر کیجیے کہ ان کے تمام جہاد و رسائل۔

"تاریخ سازی" میں بے نیاز و مصروف ہیں۔ اور ہم قلم و قرطاس سے اپنی بے تعلقی کو نباہتے ہی چلے ہوئے ہیں مگر ہم ہیں کہ جو کوئی اس جہاد میں شریک ہو گیا ہے وہ اپنے آپ کو آشنا ہے یا وہ مرد کار رہا ہے کہ تو ہی تھی۔ یہ احساس پیدا کرنے کی ضرورت ہے کہ اپنی زندگی قوم اور ملک کی بہتری کے لیے قربانیاں دینا اور ہم نے جو کیا مبارزہ المسلمین کی صحیح سمت میں رہنمائی کرنا ہی کافی نہیں ان واقعات کو ضبط تحریر میں لانے کی اشد ضرورت ہے لیکن یوں لگتا ہے جیسے ہم نے جس کی مزاج مفقود کو پا کر مطمئن ہو گئے ہیں۔

علاقت اہل سنت پاکستان کے سنیوں کی ہر سیاسی تنظیم ہے، اسے چاہیے کہ وہ ملک کے سنیوں کو ایک لڑی میں پرونے کے لیے احساسات کی فراوانی سے رسائل کی کمی کو دور کرے۔ علماء کی دینی تنظیم کا رکن نہ سہی ان میں سے اس احساس کو اجاگر کریں کہ اگر انہیں زندہ رہنا ہے تو اس سلسلے میں مشکلات ہیں تاکہ زیر ہے۔ اور اگر انہوں نے وقت کی اس اہم ترین ضرورت کو محسوس نہ کیا اور اپنے اذہان و قلوب میں جاگزیں نہ کیا اس کے لیے قربانیاں نہ دیں تو عظمت و عزت و محبت کے سوتوں کو خشک کرنے کے عمل کا باب بند ہو جائے گا۔ اور علی تا الابد ان کے مقصد کی کامیابی ہو جائے گی۔ علمائے اہل سنت اپنی نوشتہ دیوار کو پڑھ لیں کہ اگر انہوں نے حالات کی سنگینی کا احساس اور ادراک کرنے میں کوتاہی کا مظاہرہ کیا تو عبرت نہیں تھا۔ اپنی تقریروں میں لگنے والے نعروں سے خوش ہونے والے نا سمجھی کے خول سے باہر آجائیں۔

بے عملی اور کم کوشی کے مرتکب علماء پر تنقید کی بجائے پر بیٹھا مجھے دیں۔ واڑھی منڈوں سے دوستی کم کر دیں پھر دوسرے عالم دین کو اپنے سے کمتر سمجھنے کا خیال دل سے نکال دیں اور مدرسوں سے باز آجائیں جن مدرسوں سے پڑھے ان کی محبت کی بار پھر دوسرے مدرسوں اور ان کے فارغ التحصیل علماء کے بارے میں خوش گمانیوں کو دل میں جگہ دیں۔ سنیت کے لیے قربانیاں دینے کا جذبہ پیدا کریں۔ ایک دوسرے پر ہرگز الزام نہ کریں۔ اپنے رہنماؤں کا احتساب کریں مگر ان کے خلاف زبانیں نہ کھولیں۔ مطالعے کا شوق پیدا کریں۔ لکھنے کی مشق کریں۔ جس میں زیادہ سے زیادہ لکھنے والوں کی ضرورت ہے۔ اپنے محلے کے پڑھے لکھے لوگوں کا احترام کریں۔ انہیں احساس دلائیں کہ وہ سنیت کے پیش نظر دین کی خدمت کریں۔ انہیں یقین دلائیں کہ اس طرح وہ علماء کی آنکھوں کا تارا بن سکتے ہیں۔ ہر مسجد میں دارالمطالعہ قائم کریں مگر اسے اپنی جاگیر سمجھ کر بانٹتے ہوئے ساتھ نہ لے جائیں۔ اپنے متوسلین اور انعام لینے والوں اور عقیدت مندوں میں سے دس بیس آدمیوں کو اپنے حسن اخلاق و محبت۔ پیار کے سلوک سے سنی رسائل و جرائد خریدنے کی عادت ڈالیں۔ سنیوں کے جو اہم رسالے آپ حضرات کی بے توجہی کا شکار ہو کر کچھ ختم ہو گئے ہیں، کچھ مرنے والے ہیں۔ کچھ چھپتے ہیں مگر زندگی کی دلیلیں رہتے ہیں۔ رحمت کرنے کے قابل نہیں۔

اس قابل آپ بنا سکتے ہیں تذکرہ سعادت "فیصل آباد"، "ہفت روزہ افق" کراچی، "ہفت روزہ انعام" بہاولپور، "ماہنامہ رضائے مصطفےٰ لاہور"، "ترجمان اہلسنت" کراچی، "نور الحبیب" بصیر پور ضلع ساہیوال، "ترجمان سواد اعظم" لاہور۔ "الفرید" ساہیوال، "عرفات" لاہور، "النور" اوکاڑہ، "العارف" قصور، "رضائے مصطفےٰ" گوجرانوالہ اور دوسرے رسالے اپنی اپنی بساط کے مطابق مسلک اہل سنت کی خدمت کر رہے ہیں۔ اگر علماء کرام ان کی سرپرستی کو شعار بنالیں تو ان میں سے جو پرچے محدود سرگرمیوں کے حامل ہیں۔ وہ بھی آپ کے سنیوں کے مسائل اور ان کا حل پیش کرنا شروع کر دیں گے۔

مشائخ عظام پر اس سے بھی زیادہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ ... دین کی تبلیغ کے لیے ایسا کام کر سکتے ہیں جو کوئی نہیں کر سکتا۔ مگر ہماری بدقسمتی ہے اور بڑا ہے مشائخ کی بھی بدقسمتی ہے جو وقت کی قدر نہیں کر سکتے۔ کہ مسلک حقہ کے لیے قربانیاں دینے اپنے ارادت مندوں سے بھی کام نہیں لے سکتے۔ مشائخ چاہیں تو جماعت اہل سنت کو منظم کر سکتے ہیں وہ چاہیں تو سنیوں کے مسائل سے مریدوں کی کے احساس کے ساتھ زندہ کر دیں کہ وہ خدمت کر سکتے ہیں۔ جماعت اہل سنت کو چاہیے کہ ہر جگہ شعبہ تصنیف و تالیف قائم کرے۔ جس میں چار پانچ لکھنے والوں کے شانہ بشانہ خطیبانہ انداز تحریر ہو۔ ... موضوعات نہ ہوں۔ جدید دنیا کو مسائل کا سامنا ہے، قرآن و سنت اور مسلک حقہ کی روشنی میں ان کا حل ان تصانیف میں پیش کیا جائے۔ اور پیر صاحبان کو چاہیے کہ اپنے مریدوں کے شعور کی تہذیب و تربیت کا فریضہ ادا کریں۔ اگر ... ایسے منصوبوں کو عملی جامہ پہنانے کے لیے دامے درمے قدمے مدد کریں۔ کہ بہت سے کام ایسے ہیں درس نظامی کے نصاب میں تبدیلی کی ضرورت ہے تبلیغ دین کی جہت متعین کرنے کی ضرورت ہے۔ وعظ و تقریر کے انداز درست کرنے چاہییں۔ سنی طالب علم ہوں یا اساتذہ، علماء ہوں یا طلباء... ان میں سنیت کا شعور پیدا کرنے اور اسے منضبط اور منظم کرنے کی ضرورت ہے۔ ... تربیتی نشستیں منعقد کرنی چاہییں۔ مجلس ... نے لاہور میں ایک ماہانہ نعتیہ نشست کا اہتمام کر رکھا ہے۔ جس میں ... لاہور اور بیرون لاہور کے ... شعراء اپنے آقا و مولا کے حضور نذرانہ عقیدت پیش کرتے ہیں۔ مناقب اور مقالات کی محفلیں ترتیب دینے کی ضرورت ہے۔ مختلف موضوعات پر نظم و نثر میں ... کی ضرورت ہے۔ اگر ہم نے ستی کا تذکرہ ... کر جائیں کہ ... ہوتا ہے کام کرتا ہے — ذات کو پس پشت ڈال کر۔ آقا و مولا اور صحابہ کرام اور اولیائے عظام کی محبت کے پیغام کو عام کرنے کی خاطر۔ تو یقین جانئے کہ ہم نے سب کچھ حاصل کر لیا۔ ... نوشتہ گفتہ ... کیفیت ہوگی۔

مراد آباد سُنّی کانفرنس

محمد جلال الدین

آل انڈیا سنی کانفرنس کی تشکیل کے سلسلہ میں مراد آباد میں ۲۰ شعبان ۱۳۴۳ھ بمطابق ۱۶ مارچ تا ۱۹ مارچ ۱۹۲۵ء ایک عظیم الشان سنی کانفرنس منعقد ہوئی۔ اس تاریخی اجلاس کے انعقاد کے سلسلہ میں صدر الافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی کی مساعی جمیلہ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ آل انڈیا سنی کانفرنس کے اس پہلے چار روزہ اجلاس میں تین سو علمائے کرام اور مشائخ عظام نے شرکت فرمائی۔ ان میں سے چند ایک کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں۔

عارف ربانی مولانا سید احمد اشرفی کچھوچھوی (م ۱۳۴۳ھ) خلیفہ امام احمد رضا بریلوی۔

مناظر اسلام مولانا سید غلام قطب الدین برہمچاری اشرفی (م ۱۳۵۰ھ)

مجاہد اسلام مولانا سید محمد سلیمان اشرف بہاری (م ۱۳۵۲ھ) پروفیسر علی گڑھ و خلیفہ امام احمد رضا بریلوی۔

شیخ المشائخ مولانا سید محمد علی حسین اشرفی (م ۱۳۵۵ھ) زیب آستانہ کچھوچھہ شریف۔

مجاہد ملت مولانا شاہ احمد مختار میرٹھی (م ۱۳۵۷ھ) خلیفہ امام احمد رضا بریلوی۔

حجۃ الاسلام حضرت مولانا حامد رضا خاں قادری (م ۱۳۶۲ھ) ابن و خلیفہ امام احمد رضا بریلوی۔

شیخ الفقہا مولانا عبد المجید آنولوی (م ۱۳۶۲ھ)

صدر الافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی (م ۱۳۶۷ھ) خلیفہ امام احمد رضا بریلوی۔

امیر ملت مولانا سید جماعت علی محدث علی پوری (م ۱۳۷۰ھ)

زبدۃ الفقہا مولانا عبد الحفیظ حقانی آنولوی (م ۱۳۷۷ھ)

رئیس المحدثین مولانا سید محمد اشرفی محدث کچھوچھوی (م ۱۳۸۱ھ) خلیفہ امام احمد رضا بریلوی۔

حضرت مولانا محمد یعقوب خاں رامپوری (خلیفہ امام احمد رضا بریلوی)

حضرت مولانا محمد حسین اجمیری۔

حضرت مولانا سید فاضل کچھوچھوی۔

حضرت مولانا معین حسین رامپوری۔

حضرت مولانا محمد یسین عباسی پٹنہ کوٹی۔

(ماہنامہ اشرفی کچھوچھہ شوال ۱۳۴۳ھ/مئی ۱۹۲۵ء)

اجلاس کی کارروائی شروع ہونے سے قبل امیر ملت پیر سید جماعت علی محدث علی پوری کی تحریک اور تمام حاضرین کی تائید پر شیخ المشائخ سید محمد علی حسین اشرفی کو کانفرنس کی صدارت کے لئے منتخب کیا گیا۔ صدارتی خطبہ آپ نے اسی مجلس میں خود لکھا اور اس کو حضرت مولانا سید محمد محدث کچھوچھوی نے پڑھا۔ یہ خطبہ بعد میں ماہنامہ اشرفی کچھوچھہ شوال المکرم ۱۳۴۳ھ/مئی ۱۹۲۵ء میں "الخطبۃ الاشرفیہ" کے نام سے شائع ہوا (رسالہ میں اس خطبہ کے اقتباسات کا عکس شائع کیا جا رہا ہے) جس میں پیش آمدہ حالات و واقعات کو پیش کر کے اتحاد و اتفاق بین المسلمین کی ضرورت کو واضح کیا گیا ہے۔

آل انڈیا کانفرنس کے اسی اجلاس میں حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں بریلوی صدر مجلس استقبالیہ نے اپنا استقبالیہ خطبہ پیش فرمایا جو دو مجلسوں میں پڑھا گیا۔ یہ خطبہ اس قدر جامع تھا کہ اس میں

ا۔ ہندوستانی سیاست۔
ب۔ انگریز کی پالیسیاں۔
ج۔ تدابیر و خاطر۔
د۔ نظام عمل۔
ہ۔ انتشار کی اور مہاشرتی تحریک کی تنظیم۔
و۔ ہندو مسلم اتحاد کی حقیقت اور دو قومی نظریہ کی وضاحت
(ز) اور آل انڈیا سنی کانفرنس کے مقاصد علیہ وغیرہ۔

تمام شعبہ ہائے زندگی کے متعلق نظریات واضح کئے گئے۔ یہ عظیم الشان کانفرنس چار روز تک جاری رہی۔ ہر روز دو نشستیں ہوتی تھیں۔ علماء و مشائخ اپنے اپنے مواعظ حسنہ سے حاضرین کو مالا مال کرتے۔ امیر ملت پیر جماعت علی محدث علی پوری کا فی البدیہہ خطبہ صدارتی اور صاف گوئی میں بے مثال رہے گا۔

اس کانفرنس میں مختلف تجاویز منظور ہوئیں جن کا تعلق جمعیت العلماء، مرکزی کمیٹی اور نظام عمل وغیرہ سے تھا۔ ان تجاویز کو جلسہ عام میں مولانا احمد مختار میرٹھی نے پڑھ کر سنایا۔

۱۔ یہ جلسہ مناسب سمجھتا ہے کہ ملک کے ہر صوبہ ہر شہر اور ہر گاؤں میں اہلسنت و جماعت کی انجمنیں اور تبلیغی کمیٹیاں قائم کی جائیں۔

۲۔ اس جلسہ کی رائے میں جا بجا تنظیم و تبلیغ کے مدارس جاری کئے جائیں۔

۳۔ اس جلسہ کے خیال میں سردست مراد آباد میں مرکزی کمیٹی کا قائم رہنا ضروری ہے۔

۴۔ یہ جلسۂ عام اس اسمبلی بل کے متعلق پاس کیا ہے۔ ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے حاجیوں سے دونوں طرف کا کرایہ پہلے ہی وصول کر لینے کو حج کے لئے سنگ راہ خیال کرتا ہے۔

۵۔ یہ اجلاس عام بادشاہ دولت خداداد افغانستان حضرت امیر امان اللہ خاں خلد اللہ ملکہ کے قتل مرتدین کو عین مطابق شریعت پاتا ہے۔ اور علمائے عدول و شریعت پر مبارکباد پیش کرتا ہے۔ لیکن اخبار والوں نے اس کے خلاف آواز بلند کی وہ بالیقین دین متین سے جاہل و بے خبر ہیں۔ ان کی اس خلاف شرع آواز پر سخت نفرت و حقارت کا اظہار کرتا ہے۔

۶۔ یہ اجلاس عام جو سات کروڑ مسلمانان ہند کا قائم مقام اور ہر حصہ ملک کے علمائے اہلسنت

جماعت پر مشتمل ہے مرزائیوں کا عدد احتجاج
کیا جاتا ہے بالخصوص انگلستان اور گورنمنٹ آف انڈیا کو
توجہ دلاتا ہے کہ حکومت افغانستان کا علانیہ
قادیانیوں مذہبی مسئلہ ہے۔ اس میں کسی حکومت کی
مداخلت اور اعتراض مذہبی مداخلت ہوگی جسے کوئی
مسلمان کسی طرح گوارا نہیں کر سکتے۔ لہذا انگلش
گورنمنٹ کو اس مسئلہ میں ہرگز دخل نہ دینا چاہیے۔
اس قسم کی بہت سی قراردادیں منظور کی گئیں۔
جن میں سب سے اہم قرارداد میں ابن سعود نجدی
کے غاصبانہ قبضہ حجاز اور ظالمانہ حرکات کے خلاف
علمائے احناف ہند کی گئی تھی۔

ایک اور قرارداد میں پریزیڈنٹ انجمن احمدیہ کو
کے ان اشتعال انگیز کلمات پر سخت افسوس اظہار
نفرت کیا گیا جو اس نے مرزائیوں کی تائید کرتے
ہوئے اسلام اور قرآن کریم کے متعلق استعمال
کئے تھے۔

آل انڈیا سنی کانفرنس کے اس پہلے اجلاس
کی کارروائی کا حال لکھتے ہوئے رئیس المحدثین حضرت
محمد اشرفی کچھوچھوی رقمطراز ہیں:

"یہ کانفرنس کس طرح شروع ہو کر ختم ہوئی
اس کے متعلق جو معلوم کیا جا سکا ہے کہ مجموعی
حیثیت سے ہندوستان میں قومی قوت سے اس درجہ
شاندار جلسہ کی مثال نہیں مل سکتی۔ وہ حضرات جن کے
سامنے ہندوستان کا مشرق و مغرب ہے اور جنہوں
نے اپنے جیسے دیکھے ہیں ان کا ذکر تم اہم لوگوں
کو عجیب معلوم ہوتا ہے ان کا بیان ہے کہ جس قدر
منظم و باقاعدہ اور پرشوکت جلسہ کبھی نظر سے نہیں
گزرا اور نہ شرکت سے پہلے گمان تھا کہ کانفرنس
کا افتتاح اس شان و شوکت سے ہوگا۔

"جمعیت اشرفیہ"، "انجمن و عظم الاسلام
اور" "جماعت رضائے مصطفیٰ" کے رضاکار علاوہ اور
مجلس استقبالیہ کے اراکین کا نظم و ضبط اور انتظام و
انصرام کا سلیقہ نہایت قابل تعریف تھا۔ رضاکار
جن کی تعداد کئی سو تھی، باقاعدہ وردی میں ملبوس
تھے جن میں فارغ التحصیل علماء اور زیر تعلیم طلباء
اور دوسرے شہر کے نوجوان فرزند شامل تھے۔ ان کا
رویہ نہایت شیریں و سکون کا آئینہ دار تھا۔ جماعت
رضائے مصطفیٰ بریلی کا مجمع عجیب شان و شوکت
رکھتا تھا۔ اس کا بلند جھنڈا مسلمانوں کو جمعیت کی دعوت
دے رہا تھا۔ بعض حضرات اس نظام کو دیکھ کر
بے ساختہ کہہ اٹھے۔

"اس ملکوتی نظام کو کیا کہا جا سکتا ہے۔"

(ماہنامہ اشرفی مئی ۱۹۲۵ء)

برصغیر کے تمام علاقوں، سندھ سے لے کر
بنگال تک تمام مرکزی علمی مقامات اور آستانہ ہائے
عالیہ کے مقتدر علماء و مشائخ اس کانفرنس میں تشریف
لائے بالخصوص بریلی، دہلی، مارہرہ، مراد آباد
اور کچھوچھہ کے علماء کی شرکت نے کانفرنس کو موثر کر
دیا۔ قادری، چشتی، نقشبندی اور سہروردی کی جھولیوں
کے ذکر و فکر کی گونج اور صدائیں بلند ہو رہی تھیں
غرضیکہ یہ منظر اہل سنت کی شوکت کا چہرہ دکھا رہا
تھا اور بجا طور پر دیدنی تھا۔

انجمن حزب الاحناف کی طرف سے شائع
شدہ رسالہ "الفقیہ" مطبوعہ ۱۹۲۵ء کے آخری
صفحہ پر آل انڈیا سنی کانفرنس مراد آباد کے جلسہ
کا جو اشتہار شائع ہوا اس کا عکس آئندہ صفحہ پر شائع
کیا جا رہا ہے۔

کل پاکستان سنی کانفرنس کے انعقاد پر
ہم ملک بھر کے سواد اعظم کو
مبارکباد پیش کرتے ہیں!
خواجہ قصیر محمود ناصر لیدر ورکس سیالکوٹ
ہر قسم کے سپیشل بوٹ اور چمڑے کی مصنوعات بنانے والا ادارہ
ناصر لیدر ہاؤس۔ بازار کاٹھیاں سیالکوٹ

حقائق بولتے ہیں

تجاویز منظور کردۂ آل انڈیا سُنّی کانفرنس

منعقدہ ۲۷ تا ۳۰ اپریل ۱۹۴۶ء بمقام بنارس

بموجودگی ہزار ہا علماء و مشائخ و نمائندگان صوبجات ہند

مجلس اول ۲۷ اپریل ۱۹۴۶ء بوقت ۵ بجے تا ۱۰ بجے شام اندرون باغ فاطمان ہوا

تلاوت قرآن مجید بعد ازاں سید انبیاء علیہ التحیۃ والثناء کے حضور صلوٰۃ وسلام اور بزرگان دین رفتہ کو ایصال ثواب۔

مفید تصانیف مرتب کرے اور بہم پہنچائے۔

مجلس سوم ۲۹ اپریل ۱۹۴۶ء بوقت ۹ بجے صبح تا ایک بجے دوپہر اندرون باغ فاطمان

حسب ذیل تجاویز باتفاق آراء منظور ہوئیں

پاکستان

(۱) یہ آل انڈیا سُنّی کانفرنس کا یہ اجلاس مطالبہ پاکستان کی پُرزور حمایت کرتا ہے اور اعلان کرتا ہے کہ علماء و مشائخ اہلسنت اسلامی حکومت کے قیام کی تحریک کو کامیاب بنانے کے لئے ہر امکانی قربانی کے واسطے تیار ہیں اور یہ اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ ایک ایسی حکومت قائم کریں جو قرآن کریم اور حدیث نبویہ کی روشنی میں فقہی اصول کے مطابق ہو۔

(۲) یہ اجلاس تجویز کرتا ہے کہ اسلامی حکومت کے لئے مکمل لائحۂ عمل مرتب کرنے کیلئے حسب ذیل حضرات کی ایک کمیٹی بنائی جاتی ہے:۔

حضرت مولانا شاہ سید ابو المحامد سید محمد صاحب محدث اعظم ہند کچھوچھوی۔ حضرت صدر الافاضل استاذ العلماء مولانا مولوی محمد نعیم الدین صاحب۔ حضرت مفتی اعظم ہند مولانا مولوی شاہ مصطفٰے رضا خاں صاحب۔ حضرت صدر الشریعہ مولانا مولوی محمد امجد علی صاحب۔ حضرت مبلغ اعظم مولانا مولوی عبد العلیم صاحب صدیقی میرٹھی۔ حضرت مولانا مولوی عبد الحامد صاحب قادری بدایونی۔ حضرت مولانا مولوی سید شاہ دیوان آل رسول علی خاں صاحب سجادہ نشین اجمیر شریف۔ حضرت مولانا ابو البرکات سید احمد صاحب لاہور۔ حضرت مولانا شاہ قمر الدین صاحب سجادہ نشین سیال شریف۔ حضرت پیر سید شاہ عبد الرحمٰن صاحب بھرچونڈی شریف (سندھ)۔ حضرت مولانا شاہ سید زین الحسنات صاحب مانکی شریف۔ خان بہادر حاجی بخش مصطفٰے علی صاحب (مدراس)۔ حضرت مولانا ابو الحسنات سید محمد احمد صاحب لاہور۔

(۳) یہ اجلاس کمیٹی کو اختیار دیتا ہے کہ مزید نمائندوں کا حسب ضرورت بمصلحت اضافہ کرے۔ لازم ہوگا کہ اضافہ میں تمام صوبجات کے نمائندے لئے جائیں۔

اجمیر کانفرنس میں محدث کچھوچھوی کے خطبہ کے اقتباسات

اور مجھے اس وقت تک جو علماء و مشائخ کی تعداد [illegible] ہزار سے زیادہ ہے، اور آل انڈیا سنی کانفرنس کی آج خوب [illegible]
کی ہے کہ [illegible] خواجہ کے حضور [illegible] اٹھانے کا ہے۔

میرے سنی بھائیو! [illegible] پاکستان [illegible]
کوئی جواب نہیں ہوگا۔ ہمارے جگانے والے پکار رہے ہیں کہ سنیو جاگو۔ ہمارے ہوشیار کرنے والے آواز دے رہے ہیں
کہ سنیو ہوشیار خبردار، ہمیں ترقی دینے والے بلا رہے ہیں کہ آگے بڑھتے چلے آؤ۔

اے سنی بھائیو! اے مصطفیٰ کے لشکریو! [illegible]
[illegible]
[illegible] پاکستان [illegible]

حضرات! [illegible] پاکستان [illegible] آل انڈیا سنی کانفرنس [illegible]
[illegible]

[illegible]

فقیر ابو المحامد سید محمد [illegible] اشرفی جیلانی (صدر آل انڈیا سنی کانفرنس)

بنارس کی سنی کانفرنس کے ایک اشتہار کا عکس

بنارس چلو

آل انڈیا سنی کانفرنس کا [illegible]
[illegible] اجلاس بنارس میں بتاریخ
۲۷-۲۸-۲۹-۳۰ اپریل
۱۹۴۶ء کو منعقد ہو رہا ہے، ہندوستان
کی تمام سنی کانفرنسیں و انجمنیں
[illegible] نمائندے بھیجنے کا
انتظام کریں [illegible]
[illegible]

بنارس سنی کانفرنس کا آنکھوں دیکھا حال

مولانا غلام قادر اشرفی بیان کرتے ہیں

✻

بنارس سنی کانفرنس کی دعوت دینے کے لئے صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مراد آبادی نے مولانا آل حسن سنبھلی کو پنجاب کے دورہ کے لئے بھیجا تھا اور انہوں نے علماء اور مشائخ سے ملاقاتیں کر کے انہیں بنارس سنی کانفرنس کی اہمیت اور حالات کی نزاکت سے آگاہ کیا اور کانفرنس میں شرکت کے لئے آمادہ کیا۔ مولانا آل حسن لاہور بھی تشریف لائے اور انہوں نے مجھے بھی کانفرنس میں شرکت کی دعوت دی۔ پنجاب کے چند سرکردہ علماء نے لاہور میں اکٹھے ہو کر بنارس جانے کا پروگرام بنایا تھا چنانچہ میں بھی ان کے ہمراہ لاہور سے روانہ ہوا۔ ہم ۲۵ اپریل کو عصر کے بعد ٹرین میں بیٹھے۔ اس موقع پر مولانا سید ابوالحسنات، مولانا سید ابوالبرکات، مولانا محبوب عالم (سیالکوٹ)، مفتی امین (امرتسر)، مفتی احمد یار (گجرات)، مولوی ابراہیم علی چشتی، سید عبدالغنی (راولپنڈی)، پیر ولایت شاہ صاحب، پیر محمود شاہ گجراتی اور کئی دیگر علماء کرام ایک ہی بوگی میں تھے۔ ساری بوگی میں تمام سنی ہی سنی تھے۔ ساری رات اور پورا دن سفر میں گزرا۔ اور پھر عشاء کے بعد ہم بنارس پہنچے۔ اسٹیشن پر سنی کانفرنس کے رضاکار استقبال کے لئے موجود تھے۔ جنہیں حاجی علی کی رکشاؤں کے ذریعے ہم لوگ ایک باغ میں پہنچا دیا گیا جہاں ایک کوٹھی میں اور اس کے باہر خیمے لگا کر ٹھہرانے کا انتظام کیا گیا تھا۔

۲۷ اپریل کی صبح کانفرنس کے باقاعدہ پروگرام کا آغاز ہوا۔ سب سے پہلے سبجیکٹ کمیٹی کا اجلاس تھا۔ اس اجلاس میں میں بھی شریک تھا۔ اس اجلاس کے شرکاء میں مفتی اعظم ہند حضرت مولانا مصطفیٰ رضا، مولانا نعیم الدین مراد آبادی، محدث کچھوچھوی، پیر سید جماعت علی شاہ، مولانا امجد علی صدر الشریعہ، مولانا عبدالحامد بدایونی، مولانا سید ابوالحسنات قادری، مولانا سید ابوالبرکات قادری، مولانا عبدالعلیم صدیقی، علامہ عبدالمصطفیٰ الازہری، مولانا محمد عمر صاحب نعیمی مراد آبادی، مولانا غلام معین الدین نعیمی، پیر صاحب پھولپور، مسٹی شریف، پیر صاحب مانکی شریف، دیوان آل رسول خان، شاہ عارف اللہ قادری، شاہ برہان الحق اور مولانا عبدالسلام باندوی شامل تھے۔ میں بھی اس اجلاس میں شریک تھا۔ صدارت محدث کچھوچھوی کی تھی۔ سبجیکٹ کمیٹی کے اس اجلاس میں مطالبہ پاکستان کی قرارداد پیش کی گئی۔ یہ قرارداد اتفاق رائے سے منظور کر لی گئی۔ مولانا عبدالحامد بدایونی نے اس اجلاس میں تجویز پیش کی تھی کہ آل انڈیا سنی کانفرنس کو مسلم لیگ میں مدغم کر دیا جائے لیکن یہ تجویز اس وجہ سے منظور نہ ہو سکی کہ اگر کسی وقت مسلم لیگ بھی مطالبہ پاکستان کو ترک کر دے تو اس پلیٹ فارم سے جدوجہد کو جاری رکھا جا سکے۔ سبجیکٹ کمیٹی کا یہ اجلاس دوپہر تک جاری رہا۔

نماز عشاء کے بعد شاہی اصطبل کے میدان میں اجلاس عام ہوا۔ سنیوں کا اتنا بڑا اجتماع ہم نے دیکھا اس سے بڑا کوئی اجتماع ہم نے آج تک دیکھا ہے اور نہ دیکھنے کی امید ہے۔ ۱۹۴۰ء میں قرارداد پاکستان جس اجتماع میں پیش کی گئی اس میں بھی میں شریک تھا لیکن بنارس سنی کانفرنس کا اجتماع اس سے بھی بڑا تھا۔ اس اجتماع میں سبجیکٹ کمیٹی کے اجلاس میں منظور کی گئی قرارداد پڑھ کر سنائی گئی اور شرکاء نے نعرہ ہائے تکبیر و رسالت بلند کر کے اس کی تائید کی۔ سلسلہ جاری رہا ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰ اپریل تک یہ سلسلہ جاری رہا۔ ہر صبح سبجیکٹ کمیٹی کا اجلاس ہوتا اور اس میں جو تجاویز منظور کی جاتیں انہیں اجلاس عام میں پیش کر دیا جاتا۔ خطبہ استقبالیہ سید محمد محدث کچھوچھوی نے پیش کیا تھا۔ محدث صاحب کا خطبہ فصاحت و بلاغت کا شاہکار تھا۔ اور اس خطبے کی تمام شرکاء میں دھوم مچ گئی تھی۔ محدث کچھوچھوی کی آواز بڑی شاندار تھی اور تقریر کے دوران جب وہ جوش میں آکر ہاتھ اوپر اٹھاتے تھے تو یوں لگتا کہ آسمان کو کھینچ رہے ہیں۔

مقررین نے بار بار یہ الفاظ دہرائے کہ تم تنفیذ میں حرام کر کے اور پیٹ پر پتھر باندھ کر گلی گلی اور کوچے کوچے جا کر تحریک پاکستان کو کامیاب بنایا جائے۔ مقررین کے یہ الفاظ بھی یاد ہیں کہ اگر پاکستان بن گیا تو ہماری زندگی ہے اور نہ ہی ہم سکا تو ہماری موت ہے اور اگر مسلم لیگ بھی مطالبہ پاکستان سے دستبردار ہو جائے تو ہم تب بھی پاکستان بنا کر دم لیں گے۔ اس موقع پر ایک بہت بڑا اسٹیج بنایا گیا تھا اتنا بڑا اسٹیج میں نے آج تک نہیں دیکھا۔ شرکاء کی تعداد کا اندازہ لگانے کے لئے میں نے سو سو افراد کو خود گنے تھے اور پھر بھی کئی باقی رہ گئے تھے۔ ایک محتاط اندازے کے مطابق کانفرنس میں تین لاکھ کا اجتماع تھا جن میں ۲۰۰۰ ہزار علماء شامل تھے۔ سارے کا سارا دیوانوں کا اجتماع تھا اور جوش و خروش کا یہ عالم تھا کہ تکبیر و رسالت کے نعرے فضاء میں ارتعاش پیدا کر رہے تھے۔ اور بار بار یہ نعرے بھی لگائے جا رہے تھے۔

دنیا کی بہترین سلائی مشین

پیکو سلائی مشین

جاپانی پرزوں سے تیار شدہ ▪ سبک رفتار اور پائیدار

اسٹاکسٹ: احسان سینگ مشین شاہ عالم مارکیٹ لاہور

لے کے رہیں گے پاکستان
دینا پڑے گا پاکستان

آنکھوں کا نور پاکستان
دل کا سرور پاکستان

پاکستان کا مطلب کیا
لا الٰہ الا اللہ

سبز جھنڈے کی کون بنے گا؟
اللہ پاک بنے گا

مقررین میں محدث کچھوچھوی اور صدر الافاضل کے علاوہ مولانا عبد العلیم صدیقی، شاہ عارف اللہ قادری، پیر صاحب بھرچونڈی شریف، پیر صاحب مانکی شریف اور مولانا عبد السلام باندوی بھی تھے۔ شیخ سیکرٹری کے فرائض شاہ عارف اللہ قادری اور مولانا عبد العلیم صدیقی نے ادا کئے اور قرارداد میں مولانا عبد العلیم صدیقی اور مولانا عبد الحامد بدایونی نے پیش کیں۔ ہر جلسے کے آخر میں قاری محمد عبد السلام باندوی اور مولانا عبد العلیم صدیقی مل کر جو سلام پڑھتے تھے اس میں چند شعر یہ بھی تھے:

غم امت میں رونے والے رسول
تیری امت ہے دل فگار سلام
دستگیری ہو یا رسول اللہ
شانہ زلف سے سنوار سلام
فتح مکہ کا صدقہ پاکستان
ہند میں دیکھئے اقتدار اسلام

بنارس کانفرنس کے موقع پر نظم و نسق نہایت شاندار اور مثالی تھا۔ کانفرنس کے موقع چند ووٹوں نے راستہ روکنے سے انکار کر دیا لیکن منتظمین نے دو وقت مغرب کے کھانے کا اتنا اچھا انتظام کر لیا تھا کہ کسی ایک فرد کو بھی شکایت کا موقع نہ ملا اور کھانا تمام شرکاء کو وقت پر ملتا رہا۔ انتظامات کو دیکھ کر تمام شرکاء نے صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مراد آبادی کی حکومت اور بندوبست کی داد دی۔

بنارس سنی کانفرنس کے موقع پر جو قرارداد پاکستان کی حمایت کے لیے بالاتفاق منظور کی گئی اس کا متن درج ذیل تھا۔

۱۔ آل انڈیا سنی کانفرنس کا یہ اجلاس مطالبۂ پاکستان کی پرزور حمایت کرتا ہے اور اعلان کرتا ہے کہ علماء و مشائخ اہل سنت اسلامی حکومت کے قیام کی تحریک کو کامیاب بنانے کے لئے ہر امکانی قربانی کے واسطے تیار ہیں اور اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ ایک ایسی حکومت قائم کریں جو قرآن کریم اور حدیث نبوی کی روشنی میں فقہی اصول کے مطابق ہو۔

نیز یہ اجلاس تجویز کرتا ہے کہ اسلامی حکومت کے لئے عملی و تجویز مرتب کرنے کے لئے حسب ذیل حضرات کی ایک کمیٹی بنائی جاتی ہے۔

صدر الافاضل استاذ العلماء حضرت مولانا نعیم الدین صاحب۔
صدر الشریعت حضرت مولانا امجد علی صاحب
مفتی اعظم ہند حضرت مولانا مصطفیٰ رضا خان صاحب۔
مبلغ اعظم حضرت مولانا عبد العلیم صدیقی میرٹھی
حضرت مولانا عبد الحامد صاحب قادری بدایونی
حضرت مولانا الحاج سید ابو المحامد سید محمد صاحب محدث اعظم ہند کچھوچھوی
حضرت مولانا دیوان سید آل رسول علی خاں صاحب سجادہ نشین اجمیر شریف۔
حضرت مولانا ابو البرکات سید احمد صاحب
حضرت مولانا خواجہ قمر الدین صاحب سجادہ نشین سیال شریف۔
حضرت پیر سید شاہ عبد الرحمٰن صاحب بھرچونڈی شریف (سندھ)
حضرت مولانا شاہ امین الحسنات صاحب مانکی شریف
خان بہادر حضرت حاجی مصطفیٰ علی خاں صاحب جنتی (مدراس)
حضرت مولانا ابو الحسنات سید محمد احمد لاہور

یہ اجلاس اس کمیٹی کو اختیار دیتا ہے کہ وہ حسب ضرورت و مصلحت اضافہ کرے ... تمام ممبران کے مشورہ ... ہوگیں۔

چند نادر علمی اور تاریخی کتابیں

باغی ہندوستان — جنگ آزادی ۱۸۵۷ء کے نامور مجاہد علامہ فضل حق خیر آبادی اور ان کے سلسلے کے دیگر مشاہیر علماء کے حالات اور مجاہدانہ کارنامے، تصنیف علامہ فضل حق خیر آبادی، ترجمہ و تقدیم عبد الشاہد خان شروانی۔ قیمت ۱۸/-

خطبات آل انڈیا سنی کانفرنس ۱۹۲۵ء-۱۹۴۷ء مرتبہ جناب محمد جلال الدین قادری — جس میں تحریک پاکستان کے مخفی گوشے پہلی بار بے نقاب ہوتے ہیں، برصغیر کے سیاسی حالات پر علماء اہل سنت کے بے لاگ تبصرے، تاریخ سے دلچسپی رکھنے والوں کیلئے دستاویزی ثبوت۔ قیمت ۲۱/-

تذکرہ اکابر اہل سنت پاکستان — پاکستان کے سو سے زائد علماء کے حالات زندگی اور علمی سیاسی ملی دینی خدمات کا دل نواز مرقع، تالیف محمد عبد الحکیم شرف قادری۔ قیمت ۳۰/۰۰

فاضل بریلوی اور ترک موالات — تحریک ترک موالات کے پس منظر اور علماء اہل سنت کے موقف پر تفصیلی نظر۔ از پروفیسر محمد مسعود احمد پرنسپل گورنمنٹ سائنس کالج سکھر (سندھ)۔ قیمت ۵-۵۰

المبین — بے مثال خواص کی بنا پر دنیا کی تمام زبانوں پر عربی زبان کی فوقیت پر منفرد کتاب ہے۔ علامہ اقبال، پروفیسر ... اور نواب حبیب الرحمٰن شروانی نے بے حد سراہا۔ تصنیف مولانا سید سلیمان اشرف بہاری خلیفہ اعلیٰ حضرت بریلوی و سابق صدر شعبہ دینیات مسلم یونیورسٹی علیگڑھ۔ قیمت ۱۲/-

النبراس شرح شرح عقائد — از علامہ عبد العزیز پرہاروی، نئی کتابت، رنگین کاغذ، قیمت مجلد ۴۰/- غیر مجلد ۳۰/-

شرح میر زاہد ملا جلال — از علامہ عبد الحق خیر آبادی، رنگین کاغذ۔ قیمت ۱۲/۵۰

مکتبہ قادریہ — جامع نظامیہ، اندرون لوہاری — لاہور

میاں زاہد احمد

شبیر احمد عثمانی مسلم لیگ میں کب شامل ہوئے

علماء دیوبند نے تحریک پاکستان کو ناکام بنانے کے لیے جو کوششیں کیں۔ وہ تاریخ کا حصہ بن چکی ہیں۔ لیکن اب کچھ عرصہ سے دیوبندیوں کی من حیث الجماعت تحریک پاکستان کی کھلی مخالفت پر پردہ ڈالنے کیلئے علامہ شبیر احمد عثمانی اور ان کے دو چار ساتھیوں کی تحریک پاکستان کے سلسلہ میں کوششوں کو بہت زیادہ بڑھا چڑھا کر پیش کیا جا رہا ہے۔ اور مسلسل پروپیگنڈے کے ذریعے پاکستان کے لیے علماء و مشائخ کی تمام تر مساعی کو علامہ عثمانی کے کھاتے میں ڈالنے کی کوشش کی جا رہی ہے حالانکہ وہ بذات خود عرصہ دراز تک مسلم لیگ کی بدترین مخالف جماعت جمعیت العلماء ہند کی ورکنگ کمیٹی کے ممبر رہے۔ اور مسلم لیگ کی حمایت کا فیصلہ انہوں نے اس وقت کیا جب تحریک پاکستان اپنے عروج پر پہنچ چکی تھی اور پاکستان کا مطالبہ مسلمانان ہند کے دلوں کی دھڑکن بن چکا تھا۔ اس دعوے کی تائید میں علامہ عثمانی کے یہ الفاظ ملاحظہ فرمایئے جو انہوں نے مسلم لیگ کانفرنس میرٹھ منعقدہ ۳۰ دسمبر ۱۹۴۵ء کے موقع پر خطبۂ صدارت دیتے ہوئے ادا کئے۔

"راقم الحروف خود ایک مدت دراز تک اسی کشمکش میں رہا۔ اور یہی وجہ ہے کہ خاصی تاخیر سے میں نے مسلم لیگ کی حمایت میں قدم اٹھایا۔ میں نے اپنی قدرت کی حد تک مسئلہ کی نوعیت پر قرآن و سنت اور فقہ حنفی کی روشنی میں غور کیا۔ اللہ تعالٰے سے دعائیں کیں اور استخارے کئے۔ ایک چیز میرے الہدایہ اور شرح صدر کا سبب بنی اور وہ امام محمد بن شیبانی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک تصریح ہے۔ جو ان کی کتاب السیر الکبیر میں موجود ہے"

(خطبات عثمانی از پروفیسر محمد انوار الحسن شیرکوٹی مطبوعہ لاہور ۱۹۷۲ء، صفحہ ۱۶۴)

مندرجہ بالا اقتباس سے واضح ہو جاتا ہے کہ جب تمام علماء و مشائخ تحریک پاکستان کی جنگ لڑ رہے تھے علامہ عثمانی اس وقت استخارے کرنے میں مصروف تھے۔ اور ان کو حق اور باطل میں تمیز کرنے میں عرصہ لگ گیا۔ پھر مسلم لیگ کے رہنماؤں نے [illegible] بنا کر جمعیت العلماء ہند کی شکست و ریخت کے مقابلے میں چند دیوبندی علماء کا گروہ تیار کیا جائے۔ علامہ عثمانی اور جمعیت العلماء ہند سے منسلک چند مولوی صاحبان اس مسلم لیگ کی حمایت پر آمادہ ہو گئے۔ اور مسلم لیگ کی حمایت کے لیے "جمعیت العلماء اسلام" تشکیل دینے کی خاطر علامہ راغب حسن بنگالی کی دعوت پر اکتوبر ۱۹۴۵ء میں ایک اجلاس بلایا گیا۔ علامہ عثمانی اس اجلاس میں بھی شریک نہ ہو سکے۔ قائد ملت کے پرنسپل سیکرٹری ظفر احمد انصاری نے اس حقیقت کا اعتراف ان الفاظ میں کیا ہے:

"اکتوبر ۴۵ء میں کلکتہ میں جمعیت علماء اسلام قائم ہوئی۔ اس سلسلہ میں کلکتہ کے احباب نے پہل قدمی کی۔ اور ہندوستان کے تمام علاقوں کے ان علماء کو "باقاعدت" مرکزی مسلم لیگ کیلئے جمع کرنے کی کوشش کی گئی۔ جو مسلم لیگ کے حامی تھے۔

(چٹان کراچی نظریۂ پاکستان پر صفحہ ۲۳۳ بعنوان "نظریۂ پاکستان اور علماء")

جمعیت العلماء اسلام کی تشکیل اور اس کے نصب العین کے سلسلہ میں چوہدری خلیق الزماں رقم طراز ہیں۔

"جمعیت جنوری ۱۹۴۶ء میں کلکتہ میں بنی جس کے صدر مولانا شبیر احمد عثمانی ہوئے اس کے قیام کا سہرا ظفر احمد انصاری کے سر ہے۔ جو مسلم لیگ آف ایکشن کے سیکرٹری تھے۔ یہ دو برس سے کوشش کر رہے تھے کہ جمعیت العلماء ہند کا کوئی جواب پیدا کیا جا سکے۔ تاکہ دیوبندیوں اور مسلمانوں پر ان کے اثر کسی طرح کم ہو۔ اس سلسلہ میں ظفر احمد انصاری نے مولانا طاہر عثمانی سے بارہا گفتگو کی۔ یہاں تک کہ بالآخر مولانا طاہر عثمانی کی امداد سے مولانا شبیر احمد عثمانی کو جمعیۃ العلماء ہند کی صدارت کے لیے رضامند کر لیا۔ اور نواب اسماعیل خان صاحب نے بھی اس اقدام کو بہت پسند کیا۔ چنانچہ سید احمد اشرف سیکرٹری مسلم لیگ میرٹھ نے جمعیۃ العلماء اسلام کا ایک اجلاس میرٹھ میں منعقد کیا۔ جس میں چوہدری خلیق الزماں بھی اس کانفرنس میں شرکت کے لیے بلایا گیا۔ مولانا شبیر احمد عثمانی سے میری پہلی ملاقات یہیں نواب اسماعیل خان کے گھر پر ہوئی تھی"

(شاہراہ پاکستان مطبوعہ کراچی ۱۹۶۷ء ص ۹۴۰)

علامہ شبیر احمد عثمانی جمعیت علماء ہند کے پہلے اجلاس (۲۸ تا ۳۰ دسمبر ۱۹۱۹ء) منعقدہ امرتسر میں شریک تھے۔ اور اس کے بعد ۱۹۴۵ء تک جمعیت علماء ہند کے ہر اجلاس میں شریک ہوتے رہے۔ پروفیسر انوار الحسن شیرکوٹی لکھتے ہیں۔

"علامہ شبیر احمد صاحب ۱۹۴۵ء تک جمعیت العلماء کی ورکنگ کمیٹی کے ممبر رہے اور قومی تحریکات میں ہمیشہ آگے رہنے کی کوشش کرتے رہے اور قومی تحریک خلافت سے لے کر ۱۹۴۵ء تک جمعیت العلماء اور کانگرس کو آپ کے تعاون کا فخر حاصل رہا۔ بہت سی کمیٹیاں میں صدارت کے فرائض انجام دیئے"

(خطبات عثمانی مطبوعہ لاہور ۱۹۷۲ء ص ۵۸ - ۵۹)

ڈاکٹر وحید قریشی ایم اے۔ ڈی لٹ رقمطراز ہیں:

"مسلم علماء میں اگر کبھی تحریک پاکستان کے سلسلے میں ذکر آیا بھی ہے تو مولانا ظفر علی خاں اور مولانا شبیر عثمانی کے سوا کچھ یوں تاثر دیا جاتا ہے گویا علمائے دین کا اس تحریک سے کچھ زیادہ واسطہ نہ تھا۔ نیشنلسٹ علماء کا محور کانگرس کی اعانت تھا۔ اس سے یہ خیال عام ہو گیا کہ علماء نے من حیث الجماعت پاکستان کی کبھی تائید نہیں کی حالانکہ تحریک پاکستان میں جہاں تعلیم یافتہ طبقے نے پاکستان کے لیے قربانیاں دیں۔ وہاں اس آواز کو مسلمانان برصغیر کے دل میں جاگزیں کرنے کا سہرا ان دینی راہنماؤں کے سر ہے جنہوں نے شہر شہر، قریہ قریہ مسلم لیگ کے پیغام کو پہنچایا اور مسلمانوں کو یہ احساس دلایا کہ الگ مملکت کا مطالبہ دراصل ان کے دلوں کی آواز ہے دیوبند کے مقابلے میں علماء کی یہ آواز بے حد موثر اور دور رس نتائج کی حامل رہی ہے"

(تحریک پاکستان اور علماء و مشائخ مرتبہ سید محمد فاروق القادری ایم اے لاہور ۱۳۹۶ھ ص ۲۸، ۲۹)

اسی سلسلہ میں علامہ عثمانی کے ایک پرانے عقیدت مند کی درج ذیل تحریر سند کی حیثیت رکھتی ہے۔ ملاحظہ فرمایئے۔

۱۔ سطورِ بالا میں ہم اشارۃً تحریر کر چکے ہیں کہ حضرت علامہ عثمانی ایک مدت سے گوشہ نشینی اختیار فرمائے ہوئے تھے اور جمعیت پالیٹکس سے علیحدہ دور تر تھے، لیکن [illegible] جبکہ انتخابی

بڑے جوش [illegible] ہیجان پیدا کر رکھا تھا اور جمعیۃ انتخابی [illegible] اپنے [illegible] کو موثر بنانے کے لیے [illegible] کی فکر میں تھی۔ حضرت [illegible] اپنی [illegible] اپنے رفقاء اور [illegible] دشمنوں [illegible] کیا جاتا تھا۔ [illegible] مجبور ہو [illegible] الیکشن کے [illegible] اور جماعتی [illegible] بہتوں کو اسی انتقام [illegible] کرنے کا موقع مل گیا۔ بہتوں نے معمولی [illegible] سے موقع [illegible] اور بہتوں نے "تقسیم [illegible]" کے اصول کی بگڑی ہوئی صورت یعنی "آنکھیں بند کر کے پیچھے دوڑتے چلے جانا" کافی سمجھا۔ مگر ہمارے دماغ میں ذہن کی چند پراسرار باتیں اس طرح محفوظ ہو کر کھٹک رہی ہیں۔ ان کا کوئی حل ابھی ہنوز حاصل نہیں ہو سکا۔

۱۔ حضرت علامہ عثمانی سن ۱۹۴۵ء تک جمعیت علماء ہند کی ورکنگ کمیٹی کے باضابطہ ممبر رہے لیکن جمعیت کی کسی ادنیٰ پالیسی سے بھی ان کو اختلاف پیدا نہیں ہوا۔ اگر ہوا تو وہ منظر عام پر نہیں آیا۔

۲۔ سن ۱۹۴۵ء تک جمعیت علماء ہند کی جو پالیسی سیاستِ حاضرہ کے بارے میں رہی، بعینہٖ وہی پالیسی آج بھی ہے۔ اگر آج وہ گمراہ ہے تو حضرت علامہ عثمانی کی رکنیت، مجلس عاملہ کے زمانہ میں بھی تھی۔ لیکن آنموصوف نے لیکن
تھی، لیکن آنموصوف نے الیکشن سے قبل کبھی نہ تو جمعیۃ ہی کو راہِ راست پر لانے کی سعی فرمائی اور نہ قوم ہی کو اس کی بے راہ روی پر آگاہ کیا۔

۳۔ بلکہ ان ایام میں جبکہ مخالفین کی طرف سے جمعیۃ علماء ہند کو فنا کر دینے کی ہر ممکن کوشش عمل میں آ رہی تھی، جمعیت کو کسی قسم کا نوٹس دیئے بغیر اس تخریب کاروں کی آڑ میں علیحدگی [illegible] بن کر مدت مدید کے بعد نئی روشنیاں اور نئی جگمگاہٹیں لیے ہوئے طلوع ہو گئے۔

۴۔ اور اس نئے قالب نئی راہ اور نئے مسلک کو اختیار کرنے سے قبل اپنی جماعت سے کسی اختلافی موضوعات و مسائل پر بحث دیکھیں کا م

ضرورت بھی محسوس نہ فرمائی۔

(مسلم لیگ کی تائید میں حضرت علامہ عثمانی کے دلائل اور تحریری سرتیجے از مشتاق قادری۔ ص ۱۰-۱۱۔ ناشر محمد وحید الدین قاسمی دفتر جمعیت علماء ہند گلی قاسم جان دہلی)

آگے چل کر اسی کتابچہ میں علامہ عثمانی کے دیرینہ عقیدت مند ابو مشتاق قادری نے ایک دلچسپ انکشاف کیا ہے اور وہ یہ کہ صوبہ پنجاب کی "جمعیۃ العلماء اسلام" کی کانفرنس لاہور منعقدہ ۲۶ جنوری ۱۹۴۶ء میں علامہ شبیر احمد عثمانی نے جو تحریری خطبہ صدارت ارشاد فرمایا اور جسے اپنا پریس نے طبع کرا کر "ہمارا پاکستان" کے نام سے شائع کیا، اس کا ایک طویل حصہ گوجرانوالہ کے عبدالحمید بٹ کے مضمون "پاکستان" شائع شدہ رسالہ طلوع اسلام دہلی بابت ماہ اپریل ۱۹۳۹ء سے لفظ بلفظ اور حرف بحرف نقل کر دیا ہے اور یہ وہ چیز ہے جسے علمی دنیا میں "بدترین قسم کا سرقہ" کہا جاتا ہے۔ ذیل میں اس سرقے کا ایک اقتباس ملاحظہ فرمائیے۔

اصل

ہمارا ہندوستان سے کٹ جانا ہند کا مسلمانوں سے کٹ جانے کے مترادف نہیں سمجھنا چاہیے۔ مسلمانوں کے باہمی تعلقات کے راستہ میں جغرافیائی حدود رشتہ کوئی شے نہیں۔ جنوبی افریقہ کا مسلمان اور [illegible] کا مسلمان ملت اسلامیہ کے محکم و استوار رشتہ میں منسلک ہونے کی وجہ سے ایک ہی جسم کے دو حصے ہیں۔ اسی لیے ہم میں اور ہندی مسلمانوں میں کوئی بعد نہ ہوگا۔ ہم اپنے ہندو معترضین کو یقین دلاتے ہیں کہ ہمارے عزائم مخاصمانہ نہیں۔

("طلوع اسلام" دہلی جلد ۲ شمارہ نمبر ۱۲ اپریل ۱۹۳۹ء)

نقل

ہمارا ہندوستان سے کٹ جانا ہندی مسلمانوں سے کٹ جانے کے مترادف نہیں سمجھنا چاہیے۔ مسلمانوں کے باہمی تعلقات کے راستہ میں جغرافیائی حدود کوئی شے نہیں۔ جنوبی افریقہ کا مسلمان اور [illegible] شمالی کا مسلمان ملت اسلامیہ کے محکم و استوار رشتہ میں منسلک ہونے کی وجہ سے ایک ہی جسم کے دو حصے ہیں۔ اسی لیے ہم میں اور ہندی مسلمانوں میں کوئی بعد نہ ہوگا۔ کوئی چیز ہمارے راستہ میں حائل نہیں ہوگی۔ ہم اپنے ہندو معترضین کو یقین دلاتے ہیں کہ ہمارے عزائم مخاصمانہ نہیں۔ ("ہمارا پاکستان" از علامہ عثمانی)

اختصار کے پیش نظر ہم ایک اقتباس پر ہی اکتفا کرتے ہیں۔ ورنہ علامہ عثمانی کا سارا خطبہ ہی ایسی مثالوں سے بھرا پڑا ہے۔ اس بنا پر یہ کہنا بالکل درست اور بجا ہے کہ علامہ عثمانی کا فکر، فکرِ مستعار تھا۔

ریڈیو اور ٹی وی پر کیا ہو رہا ہے؟

مسعود طاہر

جماعت اسلامی اور جمیعت علماء اسلام کے شامل اقتدار ہونے کے بعد جہاں دوسرے شعبوں میں اہل سنت کے ساتھ زیادتیاں ہو رہی ہیں۔ وہاں ریڈیو اور ٹی وی پر بھی اہل سنت کو قطعاً ختم کیا جا رہا ہے بلکہ باخبر ذرائع سے ملنے والی اطلاعات کے پیش نظر یہ لکھے بغیر چارہ نہیں کہ ریڈیو اور ٹیلی ویژن سے سنیوں کو چن چن کر نکالا جا رہا ہے اہل سنت کے مقررین اور قاریوں کی تعداد کو باقاعدہ سکیم کے تحت مختلف حیلے بہانے کر کے کم کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے اور اس کے متعلق ہی دیوبندی مکتب فکر کے علماء اور قاریوں کی فہرست بڑھتی ہی جا رہی ہے۔ اس کاروائی کی ذمہ دار حکومت میں شامل چند مخصوص علماء کی جماعتیں ہیں جن سے وابستہ ریڈیو اور ٹی وی کے افسران اس قسم کی کاروائیوں میں مصروف ہیں جن سے لامحالہ اہل سنت کی حق تلفی ہو رہی ہے اس سلسلہ میں ریڈیو کے پروگرام پروڈیوسر مسٹر عبدالحئی کا نام خاص طور پر قابل ذکر ہے۔ جو کہ اپنے آپ کو جامعہ اشرفیہ کا فارغ التحصیل بتاتے ہیں اسی تربیت کی "ذمہ داریاں" ٹی وی کے ثاقب [illegible] انجام دے رہے ہیں ان دونوں کی ملی بھگت سے گزشتہ دنوں ریڈیو اور ٹی وی پر قاریوں کا ایک مقابلہ قرأت ہوا جس میں مذکورہ اشخاص نے نہایت دیدہ دلیری سے وہاں قریباً یہی منصفین مقرر کئے۔

(۱) مولوی عبدالغفور آزاد جو کہ سرے سے قاری ہی نہیں اور تجوید کے ابجد سے بھی ناواقف ہے۔

(۲) قاری نور محمد۔

(۳) قاری علی حسین صدیقی۔

یہ تینوں دیوبندی مکتب فکر سے تعلق رکھتے ہیں۔ ایک بھی سنی قاری کو منصف مقرر کرنے کی زحمت گوارا نہیں کی گئی۔ چنانچہ اس اقدام پر جمعیت قراء سواد اعظم نے احتجاج کیا اور تاریں دیں لیکن کوئی شنوائی نہیں ہوئی۔

محفل میلاد سالہا سال سے پورے اہتمام اور شان و شوکت سے ہوتی آ رہی ہے اس سلسلہ میں سٹوڈیو میں باقاعدہ فرشی نشست کا اہتمام کر کے مختلف حضرات کو مدعو کیا جاتا تھا تلاوت اور نعت کے علاوہ سیرت مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثناء کے موضوع پر تقریر بھی کی جاتی اور آخر میں سلام پیش کیا جاتا تھا میلاد پاک کی مقدس محفل ایک باقاعدہ جلسہ کی صورت میں منعقد ہوتی رہی ہے۔ لیکن اب مسٹر عبدالحئی اور اسی قسم کے دوسرے لوگوں کی متعصبانہ روش کے باعث محفل میلاد کی اہمیت بہت کم کی جا رہی ہے۔ اور آج کل محفل میلاد ایک فیچر کی صورت میں ہو رہی ہے۔ تلاوت، نعت اور تقریر علیحدہ علیحدہ ریکارڈ کر کے نشر کی جاتی ہے۔ یہ صرف اس لئے ہوا ہے کیونکہ محفل میلاد میں سب حاضرین کھڑے ہو کر صلوٰۃ و سلام پڑھا کرتے تھے لیکن اب جماعت اسلامی اور جمیعت علماء اسلام سے وابستہ لوگوں کو یہ بات گوارا نہیں اس محفل کا انعقاد ختم کر کے پہلے سے ریکارڈ شدہ تلاوت، نعت اور تقریر کو محفل میلاد کا نام دیئے جانے کے خلاف ریڈیو پاکستان کے افسران کی میٹنگ میں باقاعدہ احتجاج کیا گیا لیکن وہاں یہ بہانہ بنا کر بات ٹال دی گئی کہ اگر پہلے کی طرح لوگوں کو باقاعدہ محفل میں بلایا جاتا رہا۔ تو اس بات کا خطرہ ہے کہ کوئی شخص ریڈیو اسٹیشن کے احاطہ میں بم نہ رکھ جائے اس لئے رات کو باقاعدہ محفل کا انعقاد کرنے کی بجائے دن کے وقت تلاوت، نعت اور تقریر علیحدہ علیحدہ ریکارڈ کر لی جاتی ہیں۔

اب ذرا تصویر کا دوسرا رخ دیکھئے حال ہی میں ریڈیو پر بجٹ کے بچے ہوئے پیسے خرچ کرنے کے لئے موسیقی کا ایک روزہ پروگرام ترتیب دیا گیا اس میں شرکت کے لئے باقاعدہ دعوت نامے چھپوائے گئے اور لوگوں میں تقسیم کئے گئے اور یہ محفل موسیقی ریڈیو اسٹیشن میں باقاعدہ جلسہ کی صورت میں منعقد کر کے ڈائریکٹ نشر بھی کی گئی یہاں بم کا خطرہ نہ رہا۔ چنانچہ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ محفل موسیقی کے لئے لوگ اکٹھے ہو سکتے ہیں اور دعوت نامے جاری ہو سکتے ہیں تو محفل میلاد کے لئے یہ سب کچھ کیوں نہیں ہو سکتا مسٹر عبدالحئی اپنے حامی چند معاون لوگوں۔ (جمیعت علماء اسلام و جماعت اسلامی) کی مدد سے اسٹیشن ڈائریکٹر کو کسی نہ کسی طرح اپنا ہمنوا بنا لیتے ہیں۔

ریڈیو آزاد کشمیر کی ایک لائبریری کے لئے جس میں قرآن پاک بھی موجود تھا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی کا ترجمہ قرآن بھی اس لائبریری میں رکھا گیا تھا لیکن وہ نہایت ہوشیاری سے غائب کر دیا گیا ہے اور اس کی جگہ مولوی احمد علی لاہوری، مولوی اشرف علی تھانوی وغیرہ کے ترجمے بڑے اہتمام سے لاکر رکھ دیئے گئے ہیں۔ رمضان شریف میں افطاری کے وقت کا اعلان کرنے کے لئے مسٹر عبدالحئی نے ریڈیو کی گاڑی بھیج کر چھ دیوبندی مولویوں کو بلوایا ایک بھی سنی عالم کو دعوت نہ دی گئی۔ البتہ فیصلے کے وقت سٹوڈیو میں موجود دو افراد سے دستخط کروا لئے گئے جو کسی سنی مدرسے کی نمائندگی نہیں کرتے تھے۔ کچھ عرصہ قبل چینل نمبر ۲ پر پورا قرآن پاک پڑھنے کا اہتمام کیا گیا اس مقصد کے لئے قاری احمد میاں تھانوی، قاری عبدالمجید اور قاری ابو محمد (تمام دیوبندی) کو ان کے گھروں میں جا کر اطلاع دی گئی جب اس سلسلہ میں عبدالحئی سے استفسار کیا گیا تو انہوں نے منہ بھینچ کر صرف اتنا جواب دیا کہ میں [illegible] اطلاع نہیں کر سکا! حال ہی میں ملک کے نامور اور مایہ ناز قاری غلام رسول کے ٹی وی پر پروگرام بغیر کوئی وجہ بتائے روک دیئے گئے ہیں۔ اس سے قبل رمضان المبارک میں دو مرتبہ بغیر کسی [illegible] کے فوراً بعد ازاں ریڈیو پر ان کی اذان بند کر دی گئی تھی قاری غلام رسول صاحب ۱۹۶۱ء سے ریڈیو اور ۱۹۶۲ء سے ٹی وی پر تلاوت کر رہے تھے بین الاقوامی سطح پر بہت سے اعزازات بھی حاصل کر چکے ہیں کچھ عرصہ قبل انہوں نے جیرہ مالک کا قرآنی دورہ کیا ہے ان کی آواز میں پورا قرآن پاک بھی ریکارڈ ہو چکا ہے۔ ریڈیو اور ٹی وی پر جن دوسرے سنی قاریوں اور [illegible] کو بلاوجہ نکالا گیا ہے ان کی تفصیل ہم قسط وار کسی اگلی اشاعت میں شائع کریں گے۔

مولانا محمد ذکی شاہ

ایک اھم انکشاف

مولانا حشمت علی نے اپنی کتاب سے رجوع کر لیا تھا

یہ سب اس خیر [illegible] مولانا محمد اجمل شاہ صاحب [illegible] صدر [illegible] مولانا [illegible] نعیم الدین مراد آبادی کے خاص [illegible] جامعہ نعیمیہ مراد آباد کے اختلافی امور [illegible] مولانا صاحب کی [illegible] حضرت صدر الافاضل [illegible] کا انتظام [illegible] مولانا صاحب کے [illegible] مولانا [illegible] صاحب کے ساتھ اختلافات میں [illegible] میں اکثر [illegible] کانفرنس [illegible] انہوں نے بنایا تھا [illegible] کانفرنس [illegible] ہندوؤں کے ساتھ [illegible] انکار کرتا تھا اور حضرت صدر الافاضل اس بات سے بہت پریشان تھے [illegible] کا انتظام کیسے [illegible] حضرت صدر الافاضل [illegible] میں [illegible] وہاں [illegible] گئے اور انہوں نے [illegible] کانفرنس کے [illegible] پر [illegible] کے [illegible] کا نتیجہ تھا کہ [illegible] کے لئے [illegible] انتظام [illegible] اور تمام مسلمانوں کو [illegible]

آج کل کچھ لوگ مولانا حشمت علی خان صاحب کی ایک کتاب کا بہت ذکر کرتے ہیں اور [illegible] کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ [illegible] پاکستان [illegible] کی مخالفت کرتا تھا۔ میں [illegible] مولانا حشمت [illegible] اپنی اس کتاب سے رجوع [illegible] اس کی [illegible] مولانا حشمت علی خان میرے والد صاحب کے بہت عزیز دوست تھے

اور انہیں [illegible] جب [illegible] مسلم لیگ کی مخالفت کی تو تمام سنی علماء نے [illegible] طور پر ان کو [illegible]

اعلیٰحضرت امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے [illegible] مفتی اعظم ہند [illegible] مولانا حشمت علی [illegible] [illegible] بھی [illegible] یہ ان [illegible] بریلی شریف جاتے تو [illegible] شریف پر حاضری [illegible] واپس چلے جاتے [illegible] میرے والد محترم بھی شریک تھے [illegible] اس وقت [illegible] تمام [illegible] پاکستان کی مخالفت کر رہے تھے اور اس کے برعکس تمام سنی علماء [illegible] پاکستان کے لئے [illegible] مولانا حشمت علی خان کی [illegible] کے جواب میں والد صاحب کے [illegible] صفحات پر مشتمل ایک کتاب [illegible] والد صاحب [illegible] جب یہ کتاب شائع ہو گئی تو ایک روز مولانا حشمت علی [illegible] کے [illegible] مولانا حشمت [illegible] مولانا حشمت علی [illegible] آپ [illegible] اس [illegible] کتاب کا بہت افسوس [illegible] لیکن انہوں نے دوبارہ [illegible] دوبارہ [illegible] دیا پھر ان کے قریب بیٹھے ہوئے ایک شخص نے انہیں بتایا کہ یہ مولانا محمد اجمل شاہ صاحب کے صاحبزادے ہیں [illegible]

[illegible] مولانا حشمت علی خان تحریری طور پر اپنی کتاب سے رجوع کرنے پر آمادہ ہو گئے اور انہوں نے [illegible] وہ اور [illegible] معاہدہ طے پایا کہ مولانا حشمت علی خان اپنی کتاب کی تمام کاپیاں تلف کر دیں گے اور آئندہ اس کی اشاعت نہیں کریں گے اور مولانا اجمل شاہ صاحب اس [illegible] کتاب کی تمام کاپیاں تلف کر دیں گے آئندہ اس کی اشاعت نہیں کریں گے اس معاہدے کے بعد بریلی شریف میں اعلیٰحضرت کا عرس [illegible] والد صاحب مولانا حشمت علی خان کو لے کر بریلی شریف گئے میں بھی ان کے ہمراہ تھا والد صاحب نے حضرت مفتی اعظم کو بتایا کہ مولانا حشمت علی خان نے اپنی کتاب سے رجوع کر لیا ہے اور معافی نامہ بھی لکھ دیا ہے حضرت مفتی اعظم نے [illegible] مولانا حشمت علی کو ملاقات کی اجازت دے دی مولانا حشمت علی مفتی اعظم کے قدموں پر گر پڑے اور مفتی اعظم نے انہیں معاف کر دیا اور پھر مولانا حشمت علی [illegible] اور [illegible] کی تقریر [illegible] معافی [illegible] [illegible] ۴۵۹ [illegible] [illegible] [illegible] سے [illegible] کی [illegible] کے علاوہ اقبال احمد [illegible] ساجد علی خان [illegible] حضرت مفتی اعظم ہند اور مولانا [illegible] مصطفےٰ علی [illegible] اس واقعہ کے عینی شاہد ہیں۔

مسلم لیگ کی حمایت کا اعلان

مسلم لیگ کے شعبہ نشر و اشاعت کی طرف سے شائع ہونے والے اشتہار کا عکس درج ذیل ہے جس میں جلیل القدر سُنّی مشائخ و علما کا مسلم لیگ کی حمایت کا اعلان شائع کیا گیا ہے۔
یہ اشتہار سول ملٹری پریس ڈیرہ اسماعیل خان سے شائع ہوا۔ اشتہار کے آخر میں چند جید سُنّی علماء کی تصدیق بھی موجود ہے۔

۴۲

حضرات صوفیائے کرام کا اعلانِ حق

صرف مسلم لیگ کی حمایت کرو

۱۔ حضرت جناب مقبول احمد صاحب قبلہ خلیفہ بارگاہ عالیہ [illegible] حضرت مجدد [illegible] شریف
[illegible]

۲۔ حضرت دیوان سید آل رسول علی خان مدظلہ آستانہ علیہ اجمیر شریف۔
[illegible]

۳۔ حضرت [illegible] حسین شاہ مدظلہ سجادہ نشین [illegible] شریف دکن۔
[illegible] مسلم لیگ ہی مسلمانوں کی جماعت ہے۔

۴۔ مولانا حافظ خواجہ غلام سدید الدین مدظلہ سجادہ نشین تونسہ شریف۔
[illegible] مسلم لیگ کا ساتھ دیں۔

۵۔ حضرت سجادہ نشین صاحب مدظلہ دربار پاکپتن شریف
[illegible]

۶۔ مولانا حافظ شاہ محمد قمر الدین چشتی نظامی مدظلہ سجادہ نشین سیال شریف۔
[illegible]

۷۔ مولانا الحاج سید شاہ غلام محی الدین چشتی نظامی مدظلہ سجادہ نشین گولڑہ شریف۔
[illegible]

۸۔ زبدۃ العارفین قدوۃ السالکین حضرت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری مدظلہ
[illegible]

۹۔ حضرت مولانا سید فضل شاہ مدظلہ امیر حزب اللہ جلالپور شریف۔
[illegible] مسلم لیگ کا ساتھ دو۔

۱۰۔ حضرت مولانا حافظ قاری سید محمد شاہد [illegible]
[illegible]

۱۱۔ حضرت سلطان محمد حسن اولاد سلطان العارفین باہو سلطان سجادہ نشین جناب سلطان صاحب قبلہ
[illegible]

۱۲۔ حضرت عبد الرزاق شمس العرفی [illegible]
[illegible]

۱۳۔ حضرت سجادہ نشین خانقاہ پیر فاضل شاہ صاحب ٹوہانہ ضلع حصار
[illegible]

۱۴۔ جناب پیر بدر الدین صاحب [illegible]
[illegible]

(بقیہ اشتہار اگلے صفحہ پر)

مطالبۂ پاکستان سے متعلق

آل انڈیا سُنّی کانفرنس

کا تاریخی فیصلہ

آل انڈیا سنی کانفرنس کا فیصلہ

از حضرت صدر الافاضل [illegible] جناب مولانا محمد نعیم الدین صاحب ناظم آل انڈیا سنی کانفرنس۔ مراد آباد یوپی

آل انڈیا سنی کانفرنس کے مخصوص ورکنگ کی ایک جمعیت [illegible] کی تجاویز اور [illegible] اور کانگریس کی تقریروں پر غور کرنے کے بعد اس نتیجہ پر پہنچی ہے کہ ان تجاویز میں مسلمانوں کے خطرات کا [illegible] نہیں ہے تمام [illegible] میں ان کے لئے کوئی بہتری نظر آتی ہے [illegible]

ہماری اصل بغیر پاکستان کے نہیں ہو سکتی۔ پاکستان کے متعلق یہ اعتراض کہ دونوں ریاستوں پر مشتمل ہوگا اور ان کے درمیان [illegible] کا فاصلہ ہوگا اس صورت میں ایک پاکستانی ریاست دوسری پاکستانی ریاست سے تعلقات قائم رکھنے اور [illegible] جاری رکھنے میں درمیانی غیر حکومت کی [illegible] اور [illegible] کی محتاج ہوگی اس اعتراض نے ہمیں یہ بتایا کہ ہم اپنے مطالبۂ پاکستان میں اتنا اضافہ اور کریں کہ ان دونوں ریاستوں کے مابین [illegible] قائم کرنے کے لئے بقدر ضرورت رقبہ بھی اور [illegible] چاہئے۔ [illegible] کے [illegible] سنی کانفرنس ہرگز پاکستان سے دست بردار نہ ہوگی۔

اگر با الفرض مسٹر جناح مطالبۂ پاکستان سے دست بردار ہو بھی جائیں تو بھی سنی کانفرنس اس میں ان کی موافقت نہ کرے گی اور اپنا مطالبۂ پاکستان ضرور حاصل کرے گی

[illegible] مسلمانوں کا یہ حق [illegible] ہے [illegible] کانفرنس نے یہ [illegible] نہیں کیا کہ [illegible] کے [illegible] مسلمان [illegible] کے [illegible] کون ضامن ہوگا؟

اخبار دبدبۂ سکندری [illegible]

مطبوعہ ۱۰ جون ۱۹۴۶ء

۱۵۔ سجادہ نشین حضرت شاہ جیونا علیہ الرحمۃ ضلع جھنگ کا اعلان
[illegible]

۱۶۔ صاحبزادہ محمد ظہور الحق صاحب چشتی نقشبندی سجادہ نشین خانقاہ [illegible] ضلع گورداسپور کا اعلان
[illegible]

۱۷۔ حضرت سید منظور احمد سجادہ نشین مکان شریف کا اعلان۔
[illegible]

۱۸۔ حضرت سید الطاف حسین نقشبندی سجادہ نشین [illegible] کا اعلان
[illegible]

۱۹۔ حضرت میاں علی محمد [illegible]
[illegible]

۲۰۔ سجادہ نشین دربار غوثیہ [illegible] ضلع گورداسپور کا اعلان۔
[illegible]

۲۱۔ جناب حضرت پیر [illegible]
[illegible]

۲۲۔ سجادہ نشین [illegible] شریف [illegible] پاکستان کے حصول کیلئے [illegible]
[illegible]

۲۴۔ سجادہ نشین [illegible] شریف [illegible]

۲۵۔ [illegible]

۲۶۔ [illegible] حضرات۔

۲۷۔ حافظ [illegible] صاحب سجادہ نشین [illegible]

۲۸۔ بابا صاحب [illegible]

۲۹۔ مولانا [illegible] حضرت [illegible]

۳۰۔ استاذ العلماء [illegible]

۳۱۔ حضرت [illegible]

۳۲۔ جانشین شیخ [illegible]

۳۳۔ حضرت مولانا [illegible]

۳۴۔ حضرت مولانا [illegible]

۳۵۔ حضرت مولانا [illegible]

[illegible] مسلم لیگ کی حمایت کریں [illegible] پاکستان [illegible]

[illegible]

وما علینا الا البلاغ

خوشخبری

ایشیا کی سب سے بڑی مارکیٹ اعظم کلاتھ مارکیٹ میں [illegible] کلاتھ ہاؤس [illegible]

المشہور لے۔ ریشمی کپڑے کا مرکز۔ بنارسی سوٹ [illegible]

[illegible] اور ہر قسم کے ریشمی پارچات بازار سے بارعایت

خرید فرمائیں (شکریہ)

پاکستان سے محبت کا منفرد ثبوت

قیام کے لیے اہلسنت کے دل میں جو تڑپ اور لگن تھی اس کا ایک ثبوت تقسیم ملک سے قبل ہندوستان میں شائع ہونے والے ہفت روزہ "الفقیہ" امرتسر کے سرورق کے ان عکسوں سے ملتا ہے۔ سواد اعظم اہل سنت کے اس ترجمان نے ۱۹۴۲ء کے اوائل سے ہی "امرتسر" کے ساتھ لفظ پاکستان کا اضافہ کر دیا تھا۔

ہندوستان بھر میں اہل السنۃ والجماعۃ کا واحد آرگن

الفقیہ امرتسر (پاکستان)

شرح چندہ

اغراض و مقاصد

ہر انگریزی ماہ کی ۷، ۱۴، ۲۱، ۲۸ تاریخوں کو امرتسر سے شائع ہوتا ہے

ایڈیٹر ابوالبرکات معراج الدین احمد

تاریخ اجرائے الفقیہ ۵ جولائی ۱۹۱۸ء

جلد ۲۵ | مطبوعہ شعبان ۱۳۶۱ھ مطابق ۲۱ و ۲۸ اگست ۱۹۴۲ء یوم جمعہ | نمبر ۳۱ و ۳۲

ہندوستان بھر میں اہل السنت والجماعت کا واحد آرگن

الفقیہ امرتسر (پاکستان)

شرح چندہ

اغراض و مقاصد

ہر انگریزی ماہ کی ۷، ۱۴، ۲۱، ۲۸ تاریخوں کو امرتسر سے شائع ہوتا ہے

ایڈیٹر ابوالبرکات حکیم معراج الدین احمد

تاریخ اجرائے الفقیہ ۵ جولائی ۱۹۱۸ء

جلد ۲۷ | مطبوعہ رجب ۱۳۶۳ھ جولائی ۱۹۴۴ء یوم جمعہ | نمبر ۲۵ و ۲۶

خدا کی رحمت مدام تم پر امام اعظم ابو حنیفہ

اطلاع

ننگِ اسلاف حسین احمد مدنی کا فتویٰ

کانگریس کے ہم نوا جمعیت علماء ہند کے صدر اور دارالعلوم دیوبند کے شیخ الحدیث مولوی حسین احمد مدنی کے تحریک پاکستان کے خلاف قلمی فتویٰ کا عکس۔

۵۹۶

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

(۱) (الف) علمائے کرام و مشائخ عظام کو موجودہ وقت میں اسمبلیوں کیلئے ممبر بن کر جانا جائز ہے یا ناجائز

(ب) بصورت جواز جو حلف عہد وفاداری انگریز اور کونسل کے ہر ایک ممبر سے لیا جاتا ہے اس کا کیا حل ہو سکتا ہے

علی المیثاق ہوتے ہوئے [illegible] کر دیتے ہیں [illegible]؟

(۲) مسلم لیگیوں کا مطالبہ پاکستان درست ہے یا غلط؟ بینوا توجروا

الجواب

(۱) (الف) چونکہ نہ جانے اور غیر [illegible] لوگوں کے جانے سے تجربہ ہوا کہ ہر دو میں مسلمانوں اور ملک کو زیادہ نقصان ہے اس لیے حسب قاعدہ شرعیہ اخف البلیتین کا اختیار کرنا ضروری [illegible] ضروری معلوم ہوتا ہے کہ جانے والے اشخاص [illegible] اور [illegible] ہوں یا ایسی پارٹی میں ہوں جس کا [illegible] ایسا ہو اور کسی قومی اور سیاسی [illegible] دستور کا ذمہ دار ہو۔

(ب) اولاً جو حلف وفاداری کا لیا جاتا ہے اس میں شرعی قسم نہیں ہے۔ ثانیاً اس میں بادشاہ برطانیہ سے وفاداری کا حلف [illegible] موجودہ حکومت سے نہیں ہے۔ [illegible] عہد و پیمان اور خلاف اپنے [illegible] حاضرہ [illegible] علی المیثاق [illegible] احوال حاضرہ کی بناء پر [illegible] علاوہ ازیں [illegible] معنی ہو سکتے ہیں [illegible] حیثیت [illegible] اس وقت [illegible] ہی کی حیثیت کا اعتبار ہوگا۔

(۲) [illegible] جماعت کی پاکستان کا مطالبہ [illegible] کے مطابق ہے (دیکھو [illegible] ۲۱ اگست ۱۹۳۱ جلد ۳ نمبر ۵۹ [illegible])

(اور [illegible] جون [illegible])

[illegible] مسلمانوں کیلئے مفید نہیں ہے اور [illegible] لوگوں کو جو کہ اقلیت [illegible]

[illegible]

[illegible]

واللہ اعلم

ننگ اسلاف حسین احمد غفرلہ

۲۳ ذوالقعدہ [illegible]

مطالبہ پاکستان کے خلاف علماءِ دیوبند کا فتویٰ

ذیل میں جمعیت علماءِ ہند کے رہنما مفتی محمد کفایت اللہ دہلوی کے دستخط شدہ فتویٰ کا عکس شائع کیا جا رہا ہے۔ اس قلمی فتویٰ پر جناب احمد سعید (ناظم جمعیت علماءِ ہند) اور جناب حبیب المرسلین نائب مفتی مدرسہ امینیہ دہلی کی تصدیقات بھی موجود ہیں۔

استفتاء:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

(الف) علمائے کرام و مشائخ عظام کو موجودہ وقت میں اسمبلیوں کے لئے ممبر بنکر جانا جائز ہے یا ناجائز

(ب) بشرط جواز جو حلفیہ عہد وفاداری ان سے لیا جاتا ہے۔ اس کا کیا حل ہو سکتا ہے۔ کیا انگریزوں کے اس عہدنامے پر دستخط کر دینے سے سلطنت بالاسلام [illegible] لازم نہیں آتا؟

(ج) مسلم لیگیوں کا مطالبۂ پاکستان درست ہے یا غلط؟ بینوا توجروا

الجواب

ہندوستان میں حکومت کا معاملہ بڑی نزاکت اختیار کر چکا ہے۔ اسلئے اس کے متعلق احکام دینا بہت مشکل اور پیچیدہ ہو گیا ہے۔ میرا خیال ہے کہ علما اور مشائخ اسمبلی میں ممبر بنکر جائیں تو بہتر ہے اسلئے جواز کا فتویٰ دیتا ہوں

اسمبلی میں جس عہدنامے پر دستخط لئے جاتے ہیں۔ اسمیں اتباع شریعت کے تحفظ کے ساتھ دستخط کئے جا سکتے ہیں۔

پاکستان کا مطالبہ ہمارے خیال میں مسلمانوں کے لئے مضر ہے۔ کیونکہ جس پاکستان کو مانگا جاتا ہے نہ اسکے ملنے کی توقع۔ جو پاکستان کو مانگتے ہیں وہ مانگتے ہیں وہ تمام ہندوستان سے اسلام کی شوکت مٹا کر ایک چھوٹے سے علاقہ میں محدود کر دینا ہے اور اسمیں بھی مخالف قومی پارٹی موجود ہے۔ اور باقی ہندوستان کے کروڑوں مسلمانوں کو مخالفین کے ہاتھوں میں بے دست و پا بنا کر چھوڑ دینا ہے یہ صورت مضر اور یقیناً مضر ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ
دہلی

الجواب صحیح
حضرت مفتی صاحب قبلہ کی تحریر صحیح ہے اور حبیب المرسلین
ادنیٰ خادم نائب مفتی مدرسہ امینیہ دہلی
فقیر احمد سعید کان اللہ لہ

خدا صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے

دبدبۂ سکندری

[illegible]

ترانۂ پاکستان

فرمودہ حضرت جناب استاد علامہ ... ضیاء القادری بدایونی

[illegible]

[illegible]

اپنا کہ ہو رہیں خالی دامن لے عرش و دامن بجلیں
کرتے رہیں گوہر افشانی۔ ہم لوگ ہیں پاکستانی

الفقیہ امرتسر ۲۱ نومبر ۱۹۴۵ء

خیال رہے کہ ماتحت شدہ کانفرنس کے زمانہ میں وانتشار کے
کو حضرت مولانا مولوی مصطفیٰ رضا خاں صاحب مدظلہ
کا وہ مکتوب آستانہ عالیہ رضویہ بریلی کی جانب سے
لیگ کی تائید میں تار بھی بھیجا گیا تھا۔ جو ۱۵ جولائی ۱۹۴۵ء
کے روزنامہ انجام دہلی میں شائع ہوا ہے۔ حضرت
مولانا موصوف اس وقت جا رہے حج بیت اللہ شریف
تشریف لیجا رہے ہیں۔ بنارس کانفرنس نے جس کے صدر
مولانا موصوف ہیں اپنے بنارس کے عالیہ جلسہ میں
مسلم لیگ سے تعاون کرنے اور اس کی تائید و حمایت
کرنے کا صاف طور سے اعلان کیا ہے (انجام ۲۷
اکتوبر ۱۹۴۵ء)

[illegible]

تحریک پاکستان کی

حمایت کا اعلان

تقسیم ہند کی تجویز مان لی گئی

اجمیر شریف کو پاکستان میں شامل کیا جائے

تحریک پاکستان کی جدوجہد کے ابتدائی دور میں "پاکستان" کا تصور اس قدر وسیع اور ہمہ گیر تھا کہ یوپی کے اضلاع اور بہار کو پاکستان بنانے کے مطالبے ہوتے رہے۔ لیکن ہندو کی عیاری اور فرنگی کی مسلم کش پالیسی آڑے آئی، پھر یہ سارا علاقہ حتیٰ کہ گورداسپور جیسا مسلم اکثریتی علاقہ ہمارے ہاتھ سے نکل گیا۔ اس موقع پر ایک قرارداد کا ذکر دلچسپی سے خالی نہ ہوگا، جو اجمیر شریف کے عرس کے موقع پر علمائے کرام کی طرف سے پیش ہو کر پاس ہوئی۔

"........ چونکہ اجمیر شریف مسلمانوں کی مذہبی و روحانی زندگی کا ایک مسلمہ سب سے مرکزی مقام ہے اس لئے اس کو پاکستان میں شامل کیا جانا بے حد ضروری ہے"[1]

اس اہم قرارداد کا عکس ملاحظہ فرمائیں:

دبدبۂ سکندری رامپور ... جلد ... مطبوعہ ۹ جون ۱۹۴۶ء

[1] اخبار دبدبۂ سکندری، رامپور۔ مطبوعہ ۹ جون ۱۹۴۶ء، ص ۴

بنارس کانفرنس کے موقع پر

محدث کچھوچھوی کے تاریخی خطبہ کے اقتباسات

علماء و مشائخ کے متعلق

یہ سوال ہمارے سامنے ہے کہ جس کو مقروض بنا کر دیا جا رہا ہے، اس کی وراثتِ حکومت کو غصب کیا جا رہا ہے۔ آخر یہ سب کیوں ہے؟ کیا ہماری قوم میں کوئی ہمارا سردار نہیں ہے؟ یہ تو صریح غلط ہے۔ بعونہ تعالیٰ ہمارے قدرتی اور فطرتی سردار ہمارے علماء و ہمارے مشائخ اس ملک کے دین و آسمان کو سنبھالنے والے رہتے ہیں لیکن آج تک ان کے شمار کی آخری تعداد ہزاروں کے بعد بھی معلوم نہ ہو سکی۔ تو پھر کیا وہ ہماری سنتے نہیں یا ہمارے حال کو دیکھتے نہیں، یہ بھی غلط ہے۔ وہ نہ سنیں تو پھر سننے والا کون ہے۔ وہ نہ دیکھیں تو پھر دیکھنے والا کہاں رہتا ہے تو کیا وہ غافل

قیامِ پاکستان

یہی پاکستان کی بحث تھی لیکن آل انڈیا سنی کانفرنس کا پاکستان ایک ایسی خود مختار آزاد حکومت ہے جس میں شریعتِ اسلامیہ کے مطابق فقہی اصول پر کسی قوم کی نہیں بلکہ اسلام کی حکومت ہو جس کو مختصر طور پر یوں کہیے کہ خلافتِ راشدہ کا نمونہ ہو۔ ہماری آرزو ہے کہ اسی وقت ساری زمین پاکستان ہو جائے لیکن اگر عالمِ اسباب میں رفتہ رفتہ درجہ بدرجہ حصہ بحصہ تھوڑا تھوڑا ایک پاکستان بنتا جائے تو اس کو بنایا جائے۔ کسی حصۂ زمین کو پاکستان بنا کر اس کے سوا دوسرے حصے کے ناپاک رہنے پر رضا مندی نہیں ہے بلکہ عالمِ اسباب میں حکمت و تدریج ہے۔ ہندوستان تک صحابۂ کرام نہیں پہنچے تو وہ اس لیے نہ تھا کہ ہندوستان

اے ہمارے شفا بخشنے والے حکماءِ اسلام! ہم نے اپنی بیماریاں بیان کر دیں اور بیماریوں نے اس قدر نڈھال کر دیا ہے کہ ہم تھک گئے اور ہماری بیماریوں کا بہت کچھ بیان رہ گیا۔ آپ کی انگلیاں ہماری نبض پر ہیں، آپ کی حذاقت نے ہم کو بھانپ لیا ہے جو ہم نے کہا وہ بھی اور جو نہیں کہا وہ بھی آپ کی فراست کے سامنے ہے۔ للہ ہمارا علاج کیجیے اپنے رسولِ پاک کا صدقہ ہمارا مداوا کیجیے، غوث کے نام کی بھیک دیجیے، خواجہ کے طفیل خبر لیجیے، نقشبند کی سرکار کا صدقہ دیجیے۔

ہائے ہم تو اس قابل بھی نہیں کہ آپ رسمی طور پر کہہ سکیں کہ ہماری خاطر مدارات فرو گذاشت نہ کیجیے۔ ورنہ جو کچھ تو خدمت کرتے، ہم نے تو آپ کو اس شرط پر زحمت دی کہ اپنا راشن بھی ساتھ لیتے آئیے۔ ہم ایک قطرہ بھی نہیں دے سکے۔ ایک مرتبہ سنی کانفرنس میدانِ کربلا میں تمام ہوئی تھی کہ سرکارِ فرات آج تک شرم سے پانی پانی ہے۔ آج بنارس کی گنگا کا یہی حال ہے کہ جیتے جی آب آب ہم شرم کے مارے اپنے سر کو جھکائے ہوئے آپ کی وفاداری کا عہد کرتے ہوئے آپ کا خیر مقدم کرتے ہیں اور اپنی مجلسِ استقبال کے مخلص درویشوں کے لیے درخواستِ دعا کے ساتھ ساتھ خاموش ہوتے ہیں اور ہماری یہی خاموشی آپ کے کریمانہ اخلاق کا اعتراف اور اپنی مجبوریوں پر رحم کی التجا اور درخواست ہے۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا وفادار

فقیر اشرفی و آلِ جیلانی ابو المحامد سید محمد عفی عنہ کچھوچھوی (صدر مجلسِ استقبالیہ)

۲۷ اپریل ۱۹۴۶ء

آل انڈیا سنی کانفرنس بنارس

سید وارث علی شاہ جیلانی چشتی نے ... ۲۹/۸ ... سے چھپوا کر ... کالونی فیصل آباد سے شائع کیا

MONTHLY

R.L. No. 7650

FAIZAN

RAZA BUILDING OPP. DATA DARBAR HOSPITAL RATTIGON ROAD LAHORE.

ملتان کے بے تاج بادشاہ

مولانا حامد علی خاں